گوتم بدھ

یعنے

ہندوستان کے مشہور و معروف ریفارمرِ مذہب مہاتما بدھ کی مختصر سوانح عمری
اور ان کی تعلیمات کا خلاصہ جو رسالہ الناظر لکھنؤ میں مسلسل شایع ہوا تھا۔

از

جناب منشی امیر احمد علوی بی اے

جوڈیشل افسر نیج

باہتمام اسحاق علی علوی مالک و پرنٹر

منصور حیدر راجہ

دار الناظر پریس لکھنؤ طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو کی بہترین کتابیں

مصور زبان

مرزا غالب مرحوم

- اردوی معلی
- عود ہندی ۱۲
- دیوان غالب جیبی
- مکمل دیوان غالب

سید مرحوم

- خطبات احمدیہ
- آثار الصنادید
- مکمل مجموعہ لکچر
- اسباب بغاوت ہند ۸
- سیرت فریدیہ ۱۰

نواب محسن الملک مرحوم

- مضامین تہذیب الاخلاق
- مکمل مجموعہ لکچر
- التقلید عمل بالحدیث ۱۲
- کتاب المحبت و الشوق ۱۲
- مکاتیب
- آیات بینات ۲ حصہ

خلیفہ محمد حسین مرحوم

- اعجاز التنزیل
- سفرنامہ سرسید جلد

مولانا آزاد مرحوم

- آب حیات
- دربار اکبری
- سخندان فارس
- نگارستان فارس
- نیرنگ خیال
- سیر ایران
- ڈرامہ اکبر
- مجموعہ مکتوبات آزاد
- مجموعہ نظم آزاد ۱۲
- نصیحت کا کرن پھول ۸
- جانورستان ۱۰
- بیاض آزاد
- تذکرہ علماء ۵
- لغت آزاد
- دیوان ذوق مرتبہ آزاد

پروفیسر شہباز مرحوم

- زندگانی بے نظیر
- خیالات شہباز

مولوی سید ممتاز علی

- تذکرۃ الانبیا
- شیخ حسن ۸

مولانا نذیر احمد مرحوم

- حمائل شریف مترجم
- الحقوق و الفرائض
- مراۃ العروس ۱۰
- بنات النعش ۹
- توبۃ النصوح ۹
- موعظہ حسنہ
- رویای صادقہ
- ایامی
- فسانہ مبتلا
- ابن الوقت
- مصائب غدر ۱۰
- مجموعہ نظم بے نظیر
- مکمل مجموعہ لکچر
- منتخب الحکایات ۶
- چند پند ۶
- مبادی الحکمۃ

مولانا شہری مرحوم

- حیات انیس
- الیسائی شاعری
- نور جہان بیگم ۸
- ٹیپو سلطان
- حیدر علی سلطان

مولانا حالی مرحوم

- یادگار غالب
- حیات سعدی
- حیات جاوید
- مقدمہ شعر و شاعری
- دیوان حالی
- مسدس حالی
- مجموعہ نظم حالی
- بیوہ کی مناجات ۲
- شکوہ ہند ۲

مولوی بشیر الدین احمد

- واقعات دار الحکومت دہلی
- تاریخ بیجاپور
- حرز طفلان
- نشاط عمر
- عصای پیری
- لخت جگر
- حسن معاشرت
- اصلاح معیشت
- اقبال دولہن
- شمع ہدایت
- انشائے بشیر
- دیوان بشیر

مولانا شبلی مرحوم

- سیرۃ النبی جلد اول
- 〃 جلد دوم
- 〃 جلد سوم
- الفاروق
- سیرۃ النعمان
- الغزالی
- المامون
- سوانح مولانا روم
- سفرنامہ مصر و روم و شام
- علم الکلام
- الکلام
- رسائل شبلی
- مقالات شبلی ۱۲
- شعر العجم جلد اول
- 〃 جلد دوم
- 〃 جلد سوم
- 〃 جلد چہارم
- 〃 جلد پنجم
- موازنہ انیس و دبیر
- مضامین عالمگیر
- آغاز اسلام ۸
- مجموعہ کلام شبلی اردو ۱۰
- کلیات شبلی فارسی

مولانا ذکاء اللہ مرحوم

- تاریخ ہندوستان ۱۰ جلد
- تاریخ عہد سلطنت انگلشیہ
- آئین قیصری
- کرزن نامہ
- صحیفہ فطرت
- تعلیم الانتظام
- محاربات عظیم ۸
- جغرافیہ ریاضیہ ۱۲
- جغرافیہ طبعی ۸
- اہل عرب کا جبر و مقابلہ ۶
- رسالہ علم تناسب ۲
- معاون الحساب ۱۲
- مساحت ٹاڈ ہنٹر ۱۲

سید محمود مرحوم

- کتاب الاطلاق
- کتاب الشفعہ
- لکچر ۱۲
- شرح قانون شہادت

مولوی رشید احمد انصاری

- المدنیۃ و الاسلام
- تحریر المراۃ

ملنے کا پتہ: الناظر بک ایجنسی لکھنؤ

گوتم بودھ

سری کرشن کی وفات کو مدتیں گذریں - بھگوت گیتا کی تعلیم فراموش ہوگئی - مہا بھارت کی لڑائی قصہ کہانی بن گئی - ہندوستان کی شاہنشاہی جسکے لیے دریودھن اور راجہ جودھشتر نے اٹھارہ چھاؤنی فوج آٹھ دن میں کٹوادی نہ فاتح کے پاس ہے نہ مفتوح کے قبضہ میں - شمالی ہند سولہ سلطنتوں میں تقسیم ہے جنکے علاوہ چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستیں بھی بہت ہیں - جنوب میں ڈراوڑن قوم کی جداگانہ حکومتیں قائم ہیں - مغربی سرحد پر کیانیوں کا اختر اقبال ترقی پر ہے پنجاب کو مملکتِ فارس کا ایک صوبہ بنانے کے خواب دیکھے جاتے ہیں - بابل میں بخت نصر کا جاہ و جلال نقطۂ نصف النہار پر ہے - یروشلیم تباہ ہوچکا اور شوکت سلیمانی کے وارث اپنی مٹی ہوئی عظمت پر آنسو بہا رہے ہیں - فراعنۂ مصر جو کسی وقت خدائی کے دعویدار تھے فاتح بیت المقدس کی شوکت سے لرزہ براندام ہیں - رومۃ الکبریٰ کا عالم طفلی ابھی شباب تک نہیں پہونچا - وہ دن دُور ہے کہ یونان کے دانشمندوں کو غلام بنائے اور دجلہ و فرات پر دُرفش کاویانی سے مقابل ہو - یونان علم و فضل میں گوے سبقت لے گیا لیکن وہ منزل کمال ابھی بہت آگے ہے کہ اُس کا ایک شہزادہ سلطنتِ ایران کو تباہ کرے اور شہنشاہی عالم کی خطرناک ہوس کا شکار ہو۔

شریعت زردشت فارس کا قومی مذہب ہے - آگ صرف قبلہ نہیں بلکہ معبودِ برحق ہے ستارہ پرستی بابل اور اُسکے مقبوضات میں رائج ہے - آفتاب مظہر قدرت نہیں بلکہ قادر مطلق ہے - روما اور یونان کا مذہب عجائب پرستی - عظمت شجاعت، اور سنگین مورتوں کے سامنے سر جھکانا ہے بنی اسرائیل کا مقدس شہر ویران و سنسان ہے اور ملک شام میں توحید کا چراغ جلانے والے ایک حاکم جابر کی قید میں گرفتار ہیں -

ہندوستان میں بنارس اور ٹکسلا کی درس گاہیں وید کا سبق پڑھاتی ہیں لیکن ویش -

لہ ٹکسلا قدیم زمانہ میں ایک مشہور شہر تھا - مدت تک پنجاب و ... کا دارالسلطنت رہا - اب اُسکے کھنڈروں کے کچھ نشانات راولپنڈی کے قریب پائے جاتے ہیں - ۱۲

شودر اور اچھوت ذاتوں کے لیے اُن کے دروازے بند ہیں - ویدانت پر عمل موقوت اور کرم کھنڈ کا سکہ رائج ہے - برہمنوں کا فرمان وید کے رسوم سے بالاتر ہے - تمام شمالی ہندوستان ذات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے - نفس کُشی اور ریاضت صرف برہمنوں کے لیے مخصوص ہے لیکن اُنکو اس شغل بیکاری کے لیے فرصت نہیں - لڑنا مرنا چھتری کا دھرم ہے لیکن مقصود یہ ہے کہ وہ دشمنوں کو دفع کرکے برہمنوں کو عیش و عشرت سے دل بہلانے کا موقع دیں - ویش سوداگری کریں اور دولت کمائیں تاکہ برہمنوں کو اپنی فیاضی و گہرپاشی سے مالامال کر سکیں - شودر خدمت کریں اور اونچی ذاتوں کو آرام پہونچائیں تاکہ اگلے جنم میں کسی برہمن یا چھتری کے گھر پیدا ہوں -

ویش و شودر نہ اپنے نیک اعمال سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اُنکو عبادت و ریاضت کی اجازت ہے - برہمنوں کی شفاعت سے دنیوی فوائد اُنکو مل سکتے ہیں - لیکن سفارش قبول ہونے کے لیے بڑی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے - دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لیے ایک بار بنارس میں مچھلی اور گوشت کا سڑکوں پر انبار کیا جاتا ہے اور دیگوں میں شراب بھری جاتی ہے - ایک دفعہ راجگڑھ میں آدھی رات تک قبولیتِ دعا کے لیے تمام خلقت شراب نوشی میں مصروف رہتی ہے - راجہ بنارس کے محل میں سولہ ہزار خوبصورت ناچنے والیاں پرورش پاتی ہیں - پروہتوں کے گھروں میں بھیڑ، بکری اور سُوَر ذبح کیے جاتے ہیں - ایک مرتبہ ہاتھی، گھوڑے، سانڈ اور طیور کے علاوہ انسانوں کی بھی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے - تب آسمانی حاکموں کا غصہ فرو ہوتا ہے -

اس عیاشی - خونریزی اور مذہبی تاریکی کے عہد میں بنارس سے ڈیڑھ سو میل شمال کی طرف نیپال کی ترائی میں ایک رحم و انصاف کا اوتار جنم لیتا ہے جو اپنے پُر اثر روحانی وعظ سے قربانی ممنوع قرار دیکر اور ذات کی زنجیریں توڑ کر مذاہبِ عالم کی تاریخ میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیتا ہے اور جسکی غلامی کو آج شائستہ دُنیا کی آبادی کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ اپنی نجات

---

[1] جٹھکا - جلد ۳ - نمبر ۳۱۴ (یہ کتاب سنگھالی زبان سے پالی میں سنہ [illegible]ء میں ترجمہ کی گئی - اور اس کا انگریزی ترجمہ چھ جلدوں میں کیمبرج یونیورسٹی پریس نے شایع کیا ہے - اس کتاب میں ۵۵۰ قصے ہیں - جن میں سے چند کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے) ملاحظہ ہو جلد ۱ - نمبر ۱۱۳، و ۱۲۲ و ۱۲۰، ۳۲۳ و جلد ۴ نمبر ۴۹۵ -

سرمدی کا وسیلہ سمجھتا ہے -

ہندوستان کے شمالی حصہ میں جو چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستیں تھیں اُن میں سے ایک کا دارالسلطنت کپل وستو، نیپال کے دامن کوہ میں واقع تھا - اس شہر کا رئیس راجہ شدھودن چھتری ذات کی ایک شاخ شاکیہ کا ممبر تھا - شرق میں گیارہ میل کے فاصلہ پر کولین ذات کا راج تھا اور وہاں کے راجہ کی دو لڑکیاں راجہ شدھودن کے محل میں تھیں لیکن نعمت اولاد سے اُسوقت تک محروم رہی تھیں

خدا کی قدرت سے ۵۴ سال کی عمر میں بڑی رانی کی تقدیر جگی اور ایک ایسے فرزند کے توام فرزند کی ماں بننے کا شرف اُسکو حاصل ہوا کہ آج تک "مہا مایا دیوی" کے نام سے وہ خوش نصیب زندہ ہے -

اُس زمانہ میں عام رواج تھا کہ لڑکیوں کی پہلی اولاد میکے میں ہوا کرتی تھی اور ایام ولادت جب قریب آتے تھے تو بیوی اپنے باپ کے گھر چلی جاتی تھی - اسی اصول پر مہا مایا بھی کپل وستو سے اپنے دیس کو روانہ ہوئی - راستہ میں لمبنی گاؤں کے قریب ایک باغ میں آسائش کے لیے فروکش تھی کہ یکایک دردِ زہ شروع ہوا اور وہ مولودِ مسعودِ عالم وجود میں آیا جسکی نورانی برکت اور روحانی عظمت کے سامنے بڑے بڑے متکبر تاجداروں نے سرنیاز خم کیا اور تقریباً تین سو برس کے بعد اُسکے ایک بندۂ بے درم مہاراجہ اشوک نے اس مقدس مقام پر ایک سنگین کتبہ نصب کرایا جو زمانۂ حال میں پڑھا گیا اور جس نے ڈھائی ہزار برس کے بعد اُس متبرک زمین کا یقینی نشان دیا جسکو پہلی بار گوتم بودھ کے مبارک قدم چھونے کا شرف حاصل ہوا تھا -

امتدادِ زمانہ سے ولادت کی صحیح تاریخ مشتبہ ہو گئی تھی - حتیٰ کہ ۱۸۵۷ء تک آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ولسن صاحب مہاتما گوتم کو ایک فرضی اور خیالی انسان تصور فرماتے تھے اور محققین اُنکی پیدائش ۶۲۰ء قبل مسیحؑ بتاتے تھے لیکن مہاراجہ اشوک کے ایک کتبہ سے یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا کہ مہاتما کا سال ولادت [1] پانچ سو باسٹھ برس قبل مسیحؑ تھا -

---

[1] امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ صفحہ ۳۲، ۳۰ و ۵۴ و ۵۵ مطبوعہ ۱۹۰۸ء (اس کتبہ میں درج ہے کہ یہ ۲۵۶ برس بعد وفات گوتم اور ۳۸ سال بعد تخت نشینی اشوک کے نصب کیا گیا - اشوک کا سال جلوس ۲۶۴ء قبل مسیح معلوم ہے اور گوتم کی عمر مسلمہ طور پر ۸۰ سال کی ہوئی تھی - لہذا ۲۵۶ + ۸۰ + ۲۶۴ - ۳۸ = ۵۶۲)

ایک عقیدت کیش سوانح نگار لکھتا ہے کہ "مایا دیوی لمبنی کے باغ میں گلگشت کر رہی تھی یکایک ایک درخت دیوی کو سجدہ کرنے کے لیے جھکا۔ رانی نے ہاتھ بڑھا کر اُسکی ایک شاخ تھام لی اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دعا میں مصروف ہوئی۔ اُسی وقت مہاتما ظاہر ہوئے۔ راجہ اندرا اور برھما نے اپنی گود میں لیا۔ کنول کا پھول زمین سے اُگا اور اس مقدس مولود کا گہوارہ بنا۔ پانی کے سرد و گرم چشمے صاحبزادہ کو غسل دینے کے لیے اُبل پڑے۔ آسمان سے چھتری سایہ کرنے کو نازل ہوئی۔ کُل مخلوقات کے اجسام میں مسرت و سرور کی برقی لہر دوڑ گئی۔ تمام عالم خوشبو سے معطر ہو گیا۔ غصہ، نفرت، جہالت، غرور، اور حسد وغیرہ کمینہ خصلتیں ہر شخص کے دل سے دُور ہو گئیں اور ہر طرف سے ناچ گانے کی صدائیں آنے لگیں۔"

آج مادہ پرست دنیا کہے گی کہ یہ شاعرانہ خیالات ہیں یا محبت کے متوالے کی بڑ۔ بانیانِ مذاہب کی ولادت کے متعلق خوش عقیدہ پیرو ایسے ہی قصے بنا لیا کرتے ہیں۔ لیکن مورخ دیکھتا ہے کہ اس روایت سے بھی گوتم کی ولادت بمقام لمبنی باغ واقع ہونے کی تائید ہوتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ ایام معہود سے کچھ پیشتر یہ واقعہ ظہور میں آیا تھا جبکہ رانی نہ اپنے باپ کے گھر تک پہونچ چکی تھی اور نہ اپنے شوہر کے محل میں تھی۔

کپل واستو میں یہ خوشخبری پہونچی تو راجہ کی مسرت کی کوئی حد نہ رہی لیکن شادی و غم چولی دامن کی طرح ساتھ ساتھ ہیں۔ جہاں نقارے بجتے ہیں وہاں ماتم بھی ہوتا ہے۔ ساتویں دن مایا دیوی کا انتقال ہو گیا اور مجلس نشاط کی جگہ صف ماتم بچھ گئی۔

ہندوستان میں اُس وقت علم نجوم کا بہت زور تھا۔ کسی پنڈت نے ستاروں کی چال سے نتیجہ نکالا کہ یہ لڑکا ایک دن زندگی کی مصیبتیں دیکھ کر تارک الدنیا ہو جائیگا اور جنگل میں قیام اختیار کرے گا۔ راجہ اس خبر سے بہت آزردہ ہوا اور نیت کی کہ اپنے عزیز بیٹے کو اس طرح پردہ میں رکھے کہ دنیا کی کوئی تکلیف اور پریشانی اُسکے سامنے نہ آئے۔ اور جوگ اختیار کرنے کی رغبت نہ پیدا ہو۔ مہربان باپ محبت کی ترنگ میں بھول گیا کہ پیشانی کی تحریر مٹ نہیں سکتی۔ جو ہونی ہے وہ ہو کر رہے گی اور اُسکو ٹالنے کی کوئی تدبیر نہیں! دانشمند نجومیوں سے آیندہ کی خبر دریافت کرنے کو اسی لیے منع کرتے ہیں کہ اگر اُن کا قول صحیح بھی ہو اور حسب نتیجہ پر وہ اپنے قواعد کے مطابق پہونچے ہیں

واقعی ظہور میں بھی آئے تو اُسکی بُرائیاں دُور کرنے کی کوئی ترکیب نہیں۔!!

بہر حال۔ گوتم کی پرورش اُسکی خالہ پرجاپتی کے زیر نگرانی راج محل کے اندر کی گئی اور سوائے چند خاص خادموں کے کسی کو شہزادہ کے دیدار کی اجازت نہ تھی۔

ابتدائی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی اور علوم و فنون کا باقاعدہ درس دیا گیا یا نہیں۔ اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکا۔ عقیدتمندوں کو تو اس عنوان پر کچھ تحریر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ اُنکے خیال کے مطابق مہاتما اس دنیا میں تشریف لانے سے قبل تمام علوم میں درجۂ کمال حاصل کر چکے تھے۔ اور اپنی خوشی سے راجہ شدھودن کے گھر رونق افروز ہوئے تھے لیکن ظاہر بین تعجب کریں گے کہ قصر شاہی کے اندر شہزادہ کو فنون سپہ گری میں اس قدر دستگاہ کیونکر حاصل ہوئی کہ عنفوان شباب کے وقت جب کپل واستو کی رعایا نے شکایت کی کہ ہمارا راج کمار ضروری فنون حرب سے بیگانہ رکھا جاتا ہے، وہ دشمنوں کے حملہ سے ہم کو کس طرح بچائے گا۔ تو شہزادہ نے سرکاری احاطہ کے اندر شورش کرنے والوں کو شہسواری اور تیر اندازی کے وہ جوہر دکھلائے کہ سب عش عش کرنے لگے، اور اعتراضات کی زبان ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگئی۔ اور یہ بھی حیرت ہوگی کہ سنسکرت کے ادب میں گوتم نے اس قدر استعداد کیسے حاصل کی کہ ترکِ دنیا کا عہد کرنے کے بعد ہی گدھ کے پنڈتوں سے فلسفہ کا درس لینے لگے۔

اگر نوعمری میں گوتم کو باقاعدہ تعلیم نہیں دی گئی تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اُنکے والدین ایسے عالم و فاضل تھے کہ اُنکے شرف صحبت سے تمام ضروری علوم و فنون شہزادہ کو بغیر کسی معلم کی مدد کے حاصل ہوگئے اور یہی زیادہ قرین قیاس ہے۔

القصہ جب شاہزادہ کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کی ہوئی تو راجہ شدھودن نے اپنے فرزند کے شادی کی بیڑی پہنانا چاہی تاکہ دنیا سے تعلق قائم رکھنے کی زنجیروں میں ایک اور کڑی کا اضافہ ہو جائے۔

گرد و نواح میں چھتریوں کے جو خاندان بستے تھے اور جن سے شاکیہ قوم شادی بیاہ کر سکتی تھی اُنکی کنواری لڑکیاں اور ناکتخدا بہنیں ایک تقریب کے حیلے سے کپل واستو کے شاہی محل میں جمع کی گئیں اور اراکین دربار کی تحریک پر اُسکو اختیار دیا گیا کہ اُن میں سے ایک کو اپنے لیے

ایک شادی وغم کا رفیق انتخاب کرلے۔

یہ نازنینیں اور انکے عزیز رشتہ دار کئی دن راجہ کے مہمان رہے لیکن گوتم نے نہ تو ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دی اور نہ یہ ظاہر ہونے دیا کہ اُنکے جمع کرنے کا مقصود شہزادہ کے لیے دولھن تجویز کرنا ہے۔

تقریب ختم ہوئی تو گوتم نے دستور کے مطابق ہر ایک مہمان کو رخصت کرتے وقت اپنے ہاتھ سے نشانی تقسیم کی۔ کسی کو زیور دیا کسی کو جواہر، کسی کو موتیوں کا ہار اور کسی کو سونے چاندی کے بیش قیمت تحفے۔ مگر جب کہ نشانی جسودھرا کی باری آئی جو اُسکے ماموں کی لڑکی تھی تو اُسکو کوئی قیمتی یادگار نہیں دی۔ صرف ایک پھول نذر کیا اور الوداع کہا۔

حاضرین مجلس کچھ نہ سمجھے، مگر دوسرے روز راجہ شدھودن نے کولین راجہ کے پاس اپنے لڑکے کی نسبت کا پیام بھیجا تو معلوم ہوا کہ روشن ضمیر جسودھرا کو اس خواستگاری کا پہلے ہی سے یقین تھا۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

نجوم کا معتقد راجہ۔ گوتم کو قصر شاہی سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا اس لیے راج کماری کا ڈولا کپل واستو آیا، اور مراسم ضروری ہیں بجا لائے گئے۔

شادی ہوئی تو گوتم و جسودھرا اپنے وقت کے سری کرشن اور رادھا بن گئے۔ دونوں ایک دوسرے کی محبت میں غرق اور دنیا کی تمام فکروں سے بیخبر تھے!!

اسی عشرت و کامرانی میں دن، ہفتے، مہینے، بلکہ دس سال گذر گئے۔ اور نہ راجہ اندر اپنے اکھاڑے سے باہر نکلے نہ دنیوی زندگی کا کوئی عبرتناک منظر اُنکے سامنے آیا۔

بیسویں صدی کی آزادی اور مطلق العنانی کی گرم بازاری میں مشکل سے یقین آتا ہے کہ گوتم ۲۹ سال کی عمر تک راج محل کی چار دیواری میں کیونکر قید رکھا گیا۔ لیکن ابھی کل کی بات ہے کہ قسطنطنیہ کے ترکی شہزادے تخت نشینی کی ساعت تک قصر سلطانی میں محبوس رکھے جاتے تھے اور بیشتر اسی تمنا میں بوڑھے ہوکر مرجاتے تھے لیکن سرکاری احاطہ کے باہر قدم نہیں نکال سکتے تھے۔ بودھ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ ۲۹ سال کی عمر تک شاہزادہ راج محل سے باہر نہیں نکلا۔ اور اس

روایت پر اعتماد نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

بالآخر۔ کارکنانِ قضا و قدر نے جو مبارک ساعت گوتم کی زندگی میں حیرت انگیز تغیر پیدا کرنے کی مقرر کی تھی وہ آگئی اور راجہ شدھودن کی کُل دوراندیشیاں بیکار ثابت ہوئیں۔

برسات کا موسم تھا اور جسو دھرا کی طبیعت کچھ سست تھی۔ راجکمار کا دل بیٹھے بیٹھے گھبرایا۔ سیر کرنے کو گاڑی تیار کرائی اور رتھ بان کو حکم دیا کہ سواری شہر کی طرف لے چلے۔ قلعۂ شاہی کے باہر قدم نکالنا راجہ شدھودن کے صریح احکام کے خلاف تھا لیکن رتھ بان کے دل کی باگ خدا کے ہاتھ میں تھی۔ راجکمار کو آزردہ کرنے کی اُسے ہمت نہ ہوئی اور بادبہاری شہر کی طرف چلی۔

بازار کے قریب پہونچے تو ایک نہایت ضعیف بڈھا نظر آیا جسکی کمر جھکی ہوئی تھی، بال سفید تھے ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا اور دو قدم چلنے سے بھی اُسکی سانس پھولتی تھی۔ راجکمار کو اُسکی حالت دیکھکر ترس آیا۔ گاڑی رُکوائی اور بڈھے کی دلجوئی کرنے لگا۔ رتھ بان نے کہا کہ اس شخص کی ضعیفی اور کمزوری جائے حیرت نہیں۔ یہ وقت تو ہر انسان پر گذرتا ہے جو پوری عمر تک زندہ رہے۔ شہزادہ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا مہاراج بھی کسی وقت ایسے ہی کمزور ہو جائیں گے؟ رتھ بان نے کہا کہ ضرور، بلکہ حضور بھی! شہزادہ خاموش رہ گیا۔ اُسکے دل پر پہلی چوٹ لگی۔ اور گاڑی آگے بڑھانے کا اشارہ کیا۔ سواری چند قدم گئی تھی کہ ایک بیمار ملا جو سفید داغ یا کوڑھ کی بیماری میں (باختلافِ روایات) مبتلا تھا۔ اُسکی خوفناک صورت اور قابلِ رحم بیکسی دیکھ کر شہزادہ نے مریض کو اپنے پاس بلایا۔ رتھ بان نے گزارش کی کہ حضور اُسکے بدن پر ہاتھ نہ لگائیں ورنہ اندیشہ ہے کہ اس مرض متعدی سے دشمنوں کو گزند پہونچے۔ شہزادہ نے حسرت اور حیرت سے دریافت کیا کہ اس غریب کو ایسی سخت تکلیف کیوں ہے؟ جواب ملا کہ یہ اُسکے کرموں کا پھل ہے۔ دُکھ اور بیماری ہر آدمی کے ساتھ ہے۔ پوچھا کہ شہر میں کوئی اور بھی بیمار ہے؟ جواب سُنا کہ دنیا میں بیماروں کی تعداد بہت بڑی اور ایسے آدمی تو کم ہوں گے جنکو کبھی کوئی آزار نہ ہوا ہو۔ یہ دوسری چوٹ تھی جو شہزادہ کے نازک دل پر لگی۔ اور سواری آگے چلی۔

یکایک ایک مجمع نظر آیا۔ چار آدمی اپنے کاندھوں پر نعش لیے جا رہے ہیں اور اُنکے پیچھے پیچھے بہت لوگ روتے جاتے ہیں۔ شہزادہ کو تعجب ہوا۔ دریافت کیا کہ کاندھوں پر کپڑے سے ڈھکی ہوئی

کیا چیز ہے؟ اور اس جماعت کے رونے کا کیا سبب ہے۔ رتھ بان عرض پرداز ہوا کہ کوئی مر گیا ہے اُس کی لاش اول منزل لیے جاتے ہیں۔ اور اُسکے عزیز روتے ہیں۔ شہزادہ نے ابھی تک موت کا نام نہ سُنا تھا، متحیر ہوا کہ "مرنا" کیا ہوتا ہے۔ اور اُس پر رونے کی کیا وجہ ہے؟ خادم نے سمجھایا کہ دنیا میں جو ذی روح پیدا ہوتا ہے وہ ایک دن مرتا ہے۔ اور سب رشتہ داروں کو چھوڑ کر اکیلا اُسی عالم کو واپس جاتا ہے جہاں سے آیا تھا۔ دنیا والے جو اُس سے محبت رکھتے تھے یا اُس سے نفع پاتے تھے روتے دھوتے ہیں، اسلیے کہ اب دوبارہ اُسکے دیکھنے کی آس نہیں۔ یہ وہ جدائی ہے جسکے بعد وصال نہیں۔ وہ سفر ہے جسکے بعد واپسی نہیں۔ وہ غربت ہے جس میں کوئی ساتھ نہیں دے سکتا۔ وہ بوجھ ہے جسکو کوئی ہلکا نہیں کر سکتا۔ وہ غم ہے جسکی کوئی تسلی نہیں اور وہ مصیبت ہے جس کا کوئی چارہ نہیں۔!!

یہ چوٹ بہت سخت تھی۔ شہزادہ اس غم کی تاب نہ لاسکا اور سوچنے لگا کہ جب اس عالم کو ایک دن چھوڑنا ہے تو دُنیا والوں سے محبت کرنا ہی بیکار ہے۔

خدا کی شان! اُسی وقت ایک جوگی سامنے آیا جو باوجود سن رسیدہ ہونے کے کمزور نہ تھا۔ آنکھوں سے بجلیاں کوندتی تھیں اور چہرہ پر نور برستا تھا۔ شہزادہ نے سوال کیا کہ اس آدمی پر بیماری اور بوڑھاپے کا کیوں اثر نہیں ہے؟ رتھ بان نے کہا کہ یہ فقیر ہے اس نے دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے لہذا نہ اسکو موت کا غم ہے نہ بیماری کا دُکھ۔ یہ مرتے دَم تک ایسا ہی خوش اور مضبوط بنا رہے گا۔

اس گفتگو میں گاڑی ندی تک پہونچ چکی تھی۔ شہزادہ سواری سے اُترا۔ دریا میں غسل کیا۔ اور دل میں یہ خیال پختہ کرنے لگا کہ دنیا مصائب کا گھر ہے اسکو چھوڑ دینا چاہیے۔ کئی گھنٹے اسی غور و فکر میں مصروف رہا۔ صبح سے دوپہر ہوئی اور وہ بھی ڈھل گئی۔ تیسرے پہر کو واپسی کے لیے سواری منگائی۔ جس وقت گاڑی پر قدم رکھ رہا تھا راج محل سے ایک قاصد یہ نوید مسرت لایا کہ مشکوے معلّے میں فرزند ارجمند پیدا ہوا۔ راجکمار نے کہا کہ "یہ ایک نئی اور مضبوط زنجیر ہے جو مجھکو توڑنا پڑیگی"۔

جب محل کے قریب پہونچا تو ہر طرف مبارک سلامت کی دھوم تھی۔ اعزہ اور خدام تہنیت کے لیے آئے۔ راجکمار کی ایک رشتہ دار لڑکی نے شادیانہ کا گیت گایا اور اُسکی خوش گلوئی کا

شہزادہ کے چوٹ کھائے ہوے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اپنے گلے سے موتیوں کا ہار اُتار کر اس لڑکی کو پہنا دیا۔ دیکھنے والے کھٹکے کہ عیش پرست شہزادہ شاید اس لڑکی کو اپنے رنؤاس میں داخل کرنے والا ہے۔ مگر یہ کون گمان کر سکتا تھا کہ راجکمار نے گلے کا ہار اُتار کر دنیا سے تعلقات چھوڑنے کا اعلان کیا ہے !!

کپل واستو کی رعایا نے خوشی منائی، شہر میں چراغاں ہوا۔ قلعۂ شاہی میں رقص و سرود کی محفل منعقد ہوئی۔ خاطرِ احباب سے راجکمار بھی بزم طرب میں شریک ہوا اور آدھی رات تک گانا سنتا رہا۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو شہزادہ نے سوچا کہ اس وقت قلعہ کے سب محافظ شرابِ عشرت سے مست اور بے خبر ہیں۔ اس سے بہتر موقع یہاں سے فرار ہونے کا نہ ملے گا۔ چنّا رتھبان کو بلایا اور گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا۔ سائیس کی کیا مجال تھی کہ خلاف عادت آدھی رات کے وقت طلب ہونے کا سبب دریافت کرتا۔ تعمیل ارشاد کے لیے اصطبل کی طرف گیا اور ادھر راجکمار سفر کی تیاری کرنے لگے۔

زن طریقِ عشق کی پہلی راہزن ہے۔ جسودھرا کی محبت نے قدم پکڑے اور دل نے نہ مانا کہ اُسکو ایک بار دیکھے بغیر گھر سے نکل جائے۔ دبے پاؤں بیوی کے کمرہ میں گیا۔ دیکھا کہ رنگ محل ہاروں اور پھولوں سے دولھن بنا ہوا ہے اور جسودھرا اپنے ننھے بچّے پر ہاتھ رکھے بے خبر سو رہی ہے۔ دل بیچین ہوا کہ بچہ کو ایک دفعہ چھاتی سے لگا لینا چاہیے معلوم نہیں کہ پھر دیدار نصیب ہو یا نہ ہو۔ آگے بڑھتا ہے تو بیوی کے جگ پڑنے کا اندیشہ ہے اور اُس کا جاگنا ممکن ہے کہ اس وقت سفرِ عشق میں خلل انداز ہو۔

دنیوی محبت اور روحانی فرض میں جنگ ہوئی۔ محبت ہار گئی۔ اور راجکمار پژمردہ اور افسردہ لوٹ آیا۔ جب اپنے کمرہ تک پہونچا تو دُنیا آنکھوں میں تاریک ہوگئی اور بیخودی کے عالم میں پھر جسودھرا کے پاس گیا۔ اُسکے قدم اپنے ہونٹوں سے چھوے اور دل بیتاب کو یوں تسلی دی کہ یہ مفارقت چند روزہ ہے۔ موت کی جدائی البتہ دائمی ہوتی ہے۔ جوگ میں کمال حاصل کرکے پھر واپس آنا اور آج کی بیوفائی کی معافی چاہنا ممکن ہے۔

اس طرح بہلا پھسلا کر دل سے زن و فرزند کو وداع کرنے کی اجازت حاصل کی۔ گھوڑا تیار ہی

تھا۔ سوار ہوا اور ایک دم میں قلعہ سے باہر تھا

کہتے ہیں کہ جس وقت یہ مقدس شہزادہ گھربار، بیوی بچہ، باپ اور سلطنت کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لینے پر تیار تھا تو شیطان سامنے آیا اور سات دن کے اندر ہفت اقلیم کا راجہ بنا دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ اس وقت اپنے بوڑھے باپ۔ نیک بیوی اور ننھے بچہ کو نہ چھوڑے۔ لیکن راجکمار کو تلاش حق کی دُھن تھی۔ دنیا کی محبت سے دل سرد ہو چکا تھا۔ اُس نے شیطانی تجویزوں کو نامنظور کیا۔ اور گھوڑے کی رکاب پر قدم رکھا۔ شیطان افسردہ ہو کر بولا کہ "یہ انسان ہے کسی وقت تو اس پر خواہش، حرص یا غصہ کا اثر ہوگا۔ اور وہی میری کامیابی کی گھڑی ہے!"

چنا رتھ بان بھی رفیق سفر ہوا۔ اور راجکمار نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ یہ جولائی کا مہینہ تھا اور اُس وقت چاندنی خوب پھیلی ہوئی تھی۔ اسی ہجرت کو عقیدت کیش بودھ مہابن شکرماں یا ذہد عظیم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ رات جس قدر باقی تھی سفر میں گذری اور صبح ہوتے شہزادہ راجگانِ شاکیہ اور کولین کے علاقوں سے باہر تھا۔ ندی انوما کے کنارے گھوڑے سے اُترا۔ اپنی زلفیں تراشیں۔ گھوڑا جس پر سوار ہو کر آیا تھا اور زیور جو اُسکے بدن پر تھا اُتار کر چنا کے حوالہ کیا۔ اور اُسکو واپس جانے کا حکم دیا۔ چنا کو اپنے مخدوم کی جدائی منظور نہ تھی لیکن شہزادہ کی تاکید سے مجبور ہو گیا اور چھاتی پر پتھر رکھ کر مالک کے قدم چھوڑے۔

مایا دیوی!! آپ بڑی خوش قسمت تھیں کہ یہ مصیبت کی خبر سُننے اور جدائی کی سخت گھڑی دیکھنے کو زندہ نہ رہیں!! بوڑھے باپ پر اس دردناک خبر سے کیا گذری اور جاں نثار بیوی نے اپنی کیا گت بنائی؟ قلم کو تفصیل کی تاب نہیں!!

راجکمار سات دن تک انوما ندی کے قریب آم کے باغ میں تنہا مقیم رہے اور غور کرتے رہے کہ زندگی اور موت پر کیونکر قابو حاصل کرنا چاہیے۔ ایک ہفتہ کے تفکر کے بعد یہ رائے قائم ہوئی کہ پہلے رائج الوقت فلسفہ کسی ماہرِ فن سے پڑھنا چاہیے تب معلوم ہوگا کہ عقائد و رسوم میں کیا خرابیاں ہیں جنکی وجہ سے خوبصورت دنیا مصیبتوں کا گھر بنگئی ہے۔

آفتاب تاریکی میں نور لاتا ہے اور وہ پورب سے طلوع ہوتا ہے۔ علم کی روشنی تلاش کرنے کے لیے اُس نے مشرق کا رُخ کیا اور مگدھ کے راج کی طرف روانہ ہوا۔

شمالی ہندوستان میں اُسوقت سولہ بڑی سلطنتیں تھیں اور ان میں سے ایک مگدھ کا راج تھا۔ اس کا دارالسلطنت راجگڈھ تھا اور زمام حکومت راجہ بسار کے ہاتھ میں تھی۔ گوتم اُفتاں وخیزاں راجگڈھ تک پہونچا۔ بسارنے خاطر مُدارات کی اور وہاں کے نامی پنڈتوں آراوہ اور اودرک کے حضور میں راجکمارنے زانوئے ادب تہ کیا۔

یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ راجگڈھ میں کتنی مدت تک قیام رہا اور فلسفہ کے علاوہ کوئی دوسرا علم بھی تحصیل کیا گیا یا نہیں۔ اگر دانشمندوں کا قول صحیح ہے کہ ۴۰ سال کی عمر سے پہلے کسی کو درجۂ کمال نہیں ملتا تو آیندہ واقعات کی مدت کا حساب لگانے سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مہاتما ۴ یا ۵ سال تک راجگڈھ میں مقیم رہے۔ للتاوِستارا[1] کا مولف کہتا ہے کہ "حصول کمال سے پہلے دس سال ریاضت میں صرف ہوئے"۔ جپ تپ کی مدت معتبر روایات کے مطابق صرف ۶ سال ہے۔ لہذا یہ بقیہ چار سال جو ایام ریاضت میں شامل کیے گئے ممکن ہے کہ سلسلۂ تحصیل علوم راجگڈھ میں بسر کیے گئے ہوں۔

بہرحال، علوم کی تحصیل سے یہ حاصل ہوا کہ مہاتما کو مذہب مروجہ پر عقیدت نہ رہی۔ قربانیوں کا وسیلہ جو مقبول عوام تھا اُنکو قابل نفرت نظر آیا۔ مسئلۂ تناسخ یا آواگون اُنھوں نے تسلیم کیا لیکن اس سلسلۂ لامتناہی سے نجات پانے کی کوئی صورت فلسفہ کی مدد سے دستیاب نہ ہوسکی۔ کیونکہ انسان جب تک زندہ ہے خواہش کا بندہ رہے گا اور ہر ایک جنم میں گناہ ضرور سرزد ہوگا جو دوبارہ دنیا میں کھینچکر لائے گا اور ممکن ہے کہ ایک روح جو اپنے نیک اعمال کے عوض میں اگلے برہمن کے گھر پیدا ہوئی ہے آیندہ قالب میں سانپ بچھو بن جائے!

وہ اپنے عقائد کی درستی کے لیے عین الیقین اور حق الیقین کے طلبگار رہتے اور فلسفہ کے دارالصحت میں اس مرض کا کوئی علاج نہ تھا۔ لہذا کرم کھنڈ چھوڑکر ویدانت پر عمل کرنے اور جگ

---

[1] للتاوستارا ایک اگلے وقتوں کی سنسکرت کتاب گوتم بدھ کے احوال میں ہے۔ یہ تبت میں دستیاب ہوئی اور اس کا ترجمہ ۱۸۴۸ء میں پیرس سے شایع ہوا۔ اس پر انگلستان کے ایک فاضل "ارنسٹ رینان" نے ریویو لکھا ہے جو اُن کی کتاب "اسباق تاریخ مذاہب" مطبوعہ ۱۸۸۶ء میں شامل ہے۔ اور اسی کتاب سے وہ اقتباس بھی لیا گیا ہے جو گوتم کی حیرت انگیز کیفیت ولادت کے متعلق عقیدت کیش سوانح نگار کے نام سے اوپر درج کیا گیا۔

کی مدد سے صراط مستقیم دریافت کرنے کے لیے اُنھوں نے راجگڈھ کا قیام چھوڑا اور انسانی آبادی سے دُور اور ویلوا کے جنگل میں جو بندھیاچل پہاڑ کے شمالی دامن میں واقع تھا مجاہدہ اور مراقبہ شروع کیا۔

اُنکے "زہد عظیم" کی حکایت سُن کر پانچ فقیر بھی جپ تپ کے شریک ہوے اور نفس کشی، ریاضات اور مجاہدات کی کوئی حد نہ باقی رکھی۔

جنگل میں نہ اناج ملتا تھا نہ میوے۔ گھاس پات کھاتے تھے اور وہ بھی بہت کم۔ پانی میسر آتا تھا تو پیتے تھے مگر بہت تھوڑا۔ چند روز کے بعد غذا بالکل ترک کر دی تھی اور صرف ہوا پر زندگی تھی۔ چھ سال برابر ایک ہی مقام پر عبادت میں مصروف رہے مگر کشود کار نہ ہوا۔ نفس کو مغلوب کرنے کی کوشش میں روح بھی مضمحل ہوگئی اور ایک دن ضعف کی شدت سے غش کھا کر مہاتما گر پڑے۔ چیلوں نے جانا کہ خاتمہ ہوگیا اور مُکتی پراپت ہوگئی!!

دیر کے بعد ہوش آیا تو فوراً جپ توڑنے کا ارادہ کر لیا۔ پانی پیا اور کھانا مانگا۔ چیلے ڈرے کہ گروجی پر مایا کا داوٗں چل گیا اور وہ قبل از وقت ترک ریاضت سے گنہگار اور بے دین ہوگئے۔ ایسے اُستاد سے فیض پانے کی کیا امید باقی تھی پانچوں چیلے بدعقیدہ ہو کر بنارس کی طرف چل دیے اور مہاتما کو جنگل میں اکیلا چھوڑا۔

اب گوتم کے دل میں بھی شک آیا اور دیر تک نفس سے محاسبہ کرتا رہا کہ اُس نے دنیا کی محبت سے ریاضت کو ترک کیا ہے یا طلب حق کی خاطر سے۔ دل نے جواب دیا کہ زندگی کے لیے غذا اور پانی لازمی ہے اس لیے تپ کا توڑنا ہی مناسب تھا۔ شک نے کہا کہ زندگی جب مصیبت کا گھر ہے تو اُسکو قائم رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ دل کوئی معقول جواب نہ دے سکا اور جپ تپ کے بغیر جو جنگل کی زندگی کا شغل تھا ویرانہ میں وقت کاٹنا مشکل ہوگیا۔

چھ برس سے جو بیابان گھر ہو رہا تھا اُسکو چھوڑا اور ضعف کی شدت سے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہوا ندی نرنجارا کے کنارہ پہونچا۔ وہاں ایک دیہاتی لڑکی سجاتا نام ملی جسکو اجکبار کی حالت زار اور جسم لاغر پر رحم آیا۔ اُس نے مہاتما کو پیٹ بھر روٹی کھلائی۔ مدت کے بعد گوتم کو انسانوں کی غذا میسر ہوئی اور سجاتا کا مبارک نام ہمیشہ کے لیے تاریخ عالم کے صفحوں پر یادگار ہو گیا۔ کیا خوب

سود انقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔ ایک گھنے سایہ دار پیپل کے نیچے جو آج تک "بُدھ کا پیڑ" یا "شجرۃ العقل" کہلاتا ہے مہاتما نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور اپنی آیندہ زندگی میں ہمیشہ سجاتا کی اس غریب نوازی کا شکریہ ادا کرتے رہے۔

اسوقت ایک بھولی ہوئی کہانی یاد آگئی۔ مصر کا ایک جلیل القدر رہنما جو بادشاہِ وقت کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوا تھا دشمنوں کے خوف سے جلا وطنی اختیار کرتا ہے اور وطن سے سیکڑوں کوس کے فاصلہ پر بھوک کی تکلیف سے خستہ و زار ہو کر ایک درخت کے سایہ میں پناہ لیتا ہے اور نہایت عاجزی سے کریم کارساز کی درگاہ میں عرض کرتا ہے کہ اسوقت جو نعمت اپنے خزانۂ غیب سے مجھکو عنایت فرمائیں اُس کا میں محتاج اور سائل ہوں۔ دعا کی تاثیر ایک لڑکی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جو شرماتی ہوئی آتی ہے اور بڑی منت سے اس تھکے ماندے مسافر کو اپنے گھر لیجاتی ہے اور اپنے باپ کے دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتی ہے!

کیا خداوند عالم کی سرکار سے غریبوں اور بیکسوں پر ترس کھانے کی خدمت عورتوں ہی کے سپرد کی گئی ہے؟ کیا قسام ازل نے مصیبت زدوں اور درماندوں کی چارہ سازی اسی جنسِ نازک کو عنایت فرمائی ہے؟ اے نزاکت کی دیبی! عشرت و شادمانی کے وقت تو تیرا دل ہوا میں پتہ رنگ میں پانی ہے اور تجھکو خوش کرنا ہتھیلی پر سرسوں جمانا۔ تیرا راضی رکھنا پانی میں آگ لگانا ہے۔ لیکن جب ماتھا دُکھے یا درد و مصیبت کا سامنا ہو تو بیشک تو ہی فرشتۂ رحمت ہے!!!

قدرِ ہر نعمت ست بعد زوال۔ دل شکستہ نامہ نگار حسرت کے پھول اور آنسوؤں کے موتی تجھپر نثار کرتا ہے۔

زہر غم ہجر تو بجان کارگر اُفتاد   امید لقاءِ تو بہ عمر دگر افتاد

القصہ سجاتا کی مسافر نوازی کے بعد اسی درخت کے سایہ میں بدھ گیا کے تاریخی مقام پر گوتم کے دل سے وہ پس و پیش دُور ہونا شروع ہوا جو ریاضت کے ترک کرنے اور چیلوں کی ناراضی سے پیدا ہوا تھا اور اُسی دن آفتاب کے غروب ہوتے ہی تمام شکوک دل سے دور ہوگئے اور جواب مل گیا کہ زندگی کا قائم رکھنا اس لیے ضروری تھا کہ "موت اختیاری ہونا چاہیے نہ کہ اضطراری" یعنی

لہ حضرت موسیٰ و صفورا بنت شعیب علیہما السلام

کمزوری کی وجہ سے جو موت ہوگی اُس سے زندگی کا تعلق قطع نہ ہوگا - اور اعمال کی جزا و سزا ملیگی لیکن اختیاری موت اگر نصیب ہو تو اُسکے بعد ابدی آسائش ہے اور اس مرتبہ تک پہونچنے کے لیے زندگی کا قائم رکھنا اور غذا استعمال کرنا لازمی تھا - وہ ساری رات مہاتما نے اُسی درخت کے نیچے کاٹی اور اُسکے بعد سات دن تک صائم رہے - آٹھویں روز حجاب کے پردے اُٹھ گئے اور عرفان حاصل ہوگیا - عقیدتمند سوانح نگار کہتے ہیں کہ برہما یا کسی اور فرشتہ نے تمام علوم باطنی اُنکے سینہ پر نقش کر دیے - اور انکو مشاہدہ کرا دیا کہ ریاضاتِ شاقہ فضول ہیں - نجاتِ ابدی کے حاصل کرنے کا راستہ رحم اور محبت ہے -

اب گوتم نے نیت کی کہ وہ اپنی جدید فلسفہ کا دنیا میں اعلان کرے اور تمام عالم کو آواگون کے پھندے سے نجات دلائے - اُسکے قدیم اُستاد آرادہ اور اودرک دنیا میں باقی نہ تھے لہذا وہ اپنے چیلوں کی تلاش میں بنارس کی طرف چلا تاکہ سب سے پہلے اُنھیں کو راہِ حق کی ہدایت کرے - جنھوں نے چھ برس رفاقت کی تھی اور پھر بدعقیدہ ہوکر جدا ہوگئے تھے -

مہاتما بنارس کے قریب پہونچے تو ایک پُرانے آشنا سے ملاقات ہوئی جو اُنکے دنیا ترک کرنے اور جوگ سادھنے کا قصہ سن چکا تھا - وہ محبت سے بغلگیر ہوا اور پوچھا کہ اب کیا خیال ہے اور کہاں کا ارادہ ہے؟ گوتم نے جواب دیا کہ تمام بُری خواہشوں پر کامل فتح حاصل ہوگئی ہے اور مادی دنیا کی غلامی سے نجات مل گئی ہے - اب وجود کی غرض صرف یہ ہے کہ حق کی تبلیغ کی جائے اور جو علم باطنی عطا ہوا ہے اُس سے دوسروں کو فائدہ پہونچایا جائے - دوست گوتم کے چہرہ پر خوشی کے آثار دیکھکر سمجھا تھا کہ شاید جوگ سے انکا دل سرد ہوا اور اب پھر عیش دنیوی کی طرف مائل ہونگے - لیکن یہ خشک جواب سُنکر جوشِ مسرت ٹھنڈا ہوگیا اور جنگل کی طرف اشارہ کرکے اُس نے کہا کہ یہ حال ہے تو آپ کا راستہ اُدھر ہے - اور خود دوسری طرف روانہ ہوا -

اس بے ادبی کا مہاتما پر کچھ اثر نہ ہوا اور شام ہوتے ہوتے اُنھوں نے "دشت غزالاں" میں اپنے قدیم رفیقوں کو ڈھونڈھ نکالا -

سُست عقیدہ شاگرد اُستاد کو آتے دیکھکر تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہوے اور آپس میں عہد کیا کہ یہ بدمذہب فقیر اگر ہمارے پاس آئے تو اُسکو صحبت میں شریک نہ کیا جائے بلکہ اُس سے بیٹھنے کو بھی

نہ کہا جائے۔ مگر جب محبت کا اَوتار قریب پہونچا تو دلوں میں خود بخود عجز و انکسار جوش زن ہوا - غرور کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ خود پسندی کے ارادے ٹوٹ گئے اور سب مرعوب ہو کر اُسکے قدموں پر گر پڑے۔ مہاتما نے خلعت عرفان سے سرفراز ہونے کا مژدہ سُنایا اور اپنے جدید کشف و کمال سے آگاہ کیا تو سب کی آنکھیں کُھل گئیں۔ پانچ دن سلسلۂ وعظ و تلقین جاری رہا تب چیلوں کے قلوب صاف ہوے اور سب سے پہلے جو مہاتما پر ایمان لائے وہ یہی پانچوں فقیر تھے۔

گوتم کے مذہب پر مفصل تنقید کا تو ابھی وقت نہیں آیا مگر تسلسل داستان کے لیے مختصر طور پر اُسکے اصول اور قواعد اس جگہ بیان کر دینا ضروری ہے :-

"جو چیز جسم رکھتی ہے وہ مادّہ سے بنی ہے۔ مادہ غیر مستقل اور فانی ہے اس لیے ہر جسم رکھنے والی چیز میں فنا کے جراثیم موجود ہیں۔

انسان حیات جسمانی رکھتا ہے اور اُس کو فنا سے چارہ نہیں ہے۔ غم - کمزوری - بیماری اور موت فنا کے مدارج ہیں۔

جب تک ناپاک خواہشیں باقی ہیں حرص، فکر اور آرزو کا ساتھ رہے گا یعنی غم اور کمزوری نصیب ہوگی۔

جسم کو تکلیف پہونچا کر خواہش کو قطع کرنے کی کوشش خطرناک ہے کیونکہ اس سعی میں اگر زندگی ختم ہوگئی تو موت اضطراری ہوگی۔ اور آواگون سے نجات نہ ملیگی۔

جو چیز انسان کا تعلق مادّی دنیا سے قائم رکھتی ہے وہ دل کی بُرائی ہے۔ جب تک دل میں ذرہ برابر بھی بدی باقی رہے گی دنیا کا علاقہ قطع نہ ہوگا۔

دل کی بدی کے ساتھ نیک اعمال فائدہ بخش نہیں کیونکہ نیکی کا ثمرہ ملے گا مگر بدی کی جزا میں دوبارہ زندگی اور موت کی مصیبت جھیلنا ہوگی۔ اور اُس جنم میں معلوم نہیں کہ نیکی کی توفیق ہو یا نہ ہو۔ اس لیے بغیر جسم کو تکلیف پہونچانے اور روح کو مضمحل بنانے خواہشوں کو دُور کرنا اور دل کا تمام عیوب سے صاف کرنا نجات کے لیے ضروری ہے۔

ہر ایک خواہش کا ہلاک کرنا لازمی ہے - عدم وجود کی خواہش بھی اُتنی ہی خطرناک ہے جتنی کہ وجود کی!!

لہذا نیک اعتقاد۔ نیک نیت۔ نیک قول۔ نیک فعل۔ نیک زندگی۔ نیک کوشش۔ نیک خیال اور نیک مراقبہ سے "نروان" حاصل کرنا چاہیے یعنی تمام قوائے بدنیہ بے حس کر دی جائیں اور زندگی موت کی مرادف بنالی جائے۔

مندرجۂ بالا آٹھ نیکیوں کو عمل میں لانے اور بام "نروان" تک رسائی حاصل کرنے کے چار زینے ہیں۔ پہلی سیڑھی دل کی بیداری ہے یعنی غم اور شادی کا راز دریافت کرنے کی طلب۔ جب "تلاش حق میں مرشد کامل تک رسائی ہوگئی تو یہ درجہ طے ہوگیا۔ دوسری سیڑھی ناپاک شہوات کو ترک کرنا اور عوض لینے کا خیال دل سے نکال ڈالنا ہے۔ جب اس عہد پر ثابت قدم ہوا تو دوسرا زینہ بھی تمام ہوگیا۔ تیسری سیڑھی جہالت۔ شک۔ غصہ۔ حرص اور تمام کمینہ خصلتوں کو دور کرنا ہے۔ جب ان نقائص سے پاک ہوا تو لوح دل صاف ہوئی اور تیسرا درجہ حاصل ہوگیا۔ آخری سیڑھی عشق و محبت کا سینۂ بے کینہ پر نقش کرنا ہے۔ جس طرح ماں اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اپنے اکلوتے بچہ کی نگرانی اور نگہبانی کرتی ہے اُسی طرح طالب نجات کو ہر ذی روح پر اپنی جان نثار کرنے کو تیار ہو جانا چاہیے۔

جس دشمن کو سب سے پہلے مغلوب کرنا چاہیے وہ خواہش نفسانی ہے اور آخری مہم عالمگیر عشق و الفت کا سوتے جاگتے دھیان رکھنا ہے۔

نہ قربانی کی ضرورت ہے نہ برہمنوں کی امداد کی۔ ہر انسان کی نجات خود اُسکے ہاتھ میں ہے"

بقول صوفی

دو قدم راہست سوے کردگار　　　یک قدم بر نفس و دیگر سوے یار

مسئلۂ تناسخ اُس وقت ہندوستان میں ہر کس وناکس کو تسلیم تھا اور انسان کا فانی ہونا روزانہ آنکھوں سے دیکھتے تھے لہذا شریعت گوتم جس کی بنیاد انہیں علوم متارفہ پر تھی سننے والوں کے قلوب میں فوراً راسخ ہو جاتی تھی اور جو ایک بار رہا تما کی تقریر سُنتا ہمیشہ کے لیے اُنکا غلام بنجاتا تھا۔

مالک الملک نے گوتم کو بھولی صورت۔ چوڑی پیشانی اور میٹھی بولی کے ساتھ رعب دار آواز اور پُرشکوہ چہرہ عنایت فرمایا تھا۔ وہ جب سقراط کی طرح اپنی منطق سے دلائل کو کاٹنا شروع

کرتے تو مخالف لاجواب ہو جاتا تھا۔ وہ اظہارِ جذبات میں صادق البیان تھے اور یقین کامل رکھتے تھے کہ جن عقائد کی وہ تلقین کرتے ہیں ضرور سچے ہیں۔ اور انکی تبلیغ ایک منصبی فرض ہے۔ اُنکی بھرائی ہوئی آواز ایک عجیب ہیبت و جلال کا منظر بنجاتی تھی جو جادو کی طرح ہر ایک بحث کرنے والے کو ہمزبان بنالیتی تھی۔

چند ہی روز میں بنارس کا "دشتِ غزالاں" جو غالباً زمانۂ حال کے ریلوے اسٹیشن سارناتھ کے قریب تھا شریعتِ جدید کا درسگاہ بن گیا اور اُسکے معتقدوں کی تعداد اُس کثیر جماعت کو چھوڑ کر جو شہر میں قیام پذیر تھی جنگل میں ساٹھ تک پہونچ گئی۔

مبارک ہیں غربا کہ دنیا کا ہر شایستہ مذہب پہلے اُنھیں سے شروع ہوتا ہے۔ گوتم کے مرید بھی اب تک صرف غریب ہی تھے۔ اتفاق سے ایک دولتمند یشش نام اپنے عزیزوں سے خائف ہو کر گھر سے بھاگا اور تقدیر ازل کشاں کشاں جنگل میں مہاتما کے سامنے لائی۔ آیا اور مُنڈ گیا! سب چیلے زرد رنگ کی کفنی پہنتے تھے یہ بھی زرد پوش ہو گیا!! اُسکی ماں اور بیوی کو خبر ہوئی وہ بھی بھاگ کر آئیں اور مہاتما کی مرید ہوئیں۔ یہ دونوں پہلی عورتیں تھیں جو شاکیہ منی پر ایمان لائیں۔

برسات کا موسم اسی جنگل میں بسر ہوا۔ جب سردی شروع ہوئی تو مہاتما نے اپنے ہر ایک چیلے کو جدا جدا ممالک میں اشاعتِ مذہب کے لیے روانہ کیا اور خود اوروبلوا کی طرف چلا۔ راہ میں دو سوداگر ملے جو کپل واستو کی طرف جاتے تھے۔ اُن سے بات چیت ہوئی تو وطن کا خیال آیا۔ باپ کو اپنی خیریت کی خبر بھیجی اور منزل مقصود کی راہ لی۔

راستہ میں سینا نام ایک گاؤں تھا جہاں تین بھائی علم و فضل میں شہرت عام رکھتے تھے۔ اور مذہباً آتش پرست تھے۔ گوتم نے اُنکے آتشکدہ کی عمارت میں ایک رات بسر کرنے کی اجازت چاہی مگر کشپ جو اُن بھائیوں میں سب سے بڑا تھا مانع ہوا اور عذر کیا کہ آتش خانہ کے قریب ایک زہریلا سانپ رہتا ہے جو رات کو باہر نکلتا اور سونے والوں کو ڈس جاتا ہے۔ مہاتما پر عشقِ حقیقی کا زہر چڑھا ہوا تھا وہ سانپ سے کیا ڈرتے۔ اپنے اصرار پر قائم رہے اور کشپ کو بھی مسافر مہمان کی خاطر سے اجازت دینا پڑی۔ رات ہوئی تو سانپ حسب دستور باہر نکلا مگر گوتم سے متعرض نہ ہوا جب صبح کو یہ آتشکدہ میں زندہ و سلامت پائے گئے تو اُنکی کرامت کا غل مچ گیا۔ اُسی دن اتفاق

سے ایک بڑا میلہ گانوٗں میں ہونے والا تھا جس میں گرد و نواح سے جاتری آتے اور کشپ کی تقریر سنا کرتے تھے۔ اب اُسکو خوف ہوا کہ اس مجمع نے گوتم کو دیکھا تو آتش پرستی کا بازار سرد ہوجائیگا مگر مہمان کو گھر سے نکالنا اتنا سخت اخلاقی جرم تھا کہ اس کا وہ مرتکب نہ ہوسکتا تھا۔ مہاتما کو اس خطرہ کی خبر ہوگئی اور وہ کسی کو اطلاع کیے بغیر اُسی دن گانوٗں سے باہر چلے گئے اور میلہ کے پاس نہ آئے۔ جب شام کو واپس ہوئے تو کشپ نے دریافت کیا کہ شام کو کہاں گئے تھے۔ جواب دیا کہ تمھاری فکر دُور کرنے کے لیے روپوش ہوگیا تھا۔ کشپ قدموں پر گر پڑا اور اپنی تمام جماعت کے ساتھ ایمان لایا۔

اب مہاتما بڑی شان و شوکت کے ساتھ راجگڈھ میں داخل ہوئے جہاں بارہ سال گذرے نہایت شکستہ حال گھر سے بھاگ کر پہونچے تھے۔ راجہ بمبا رہنوز تخت سلطنت پر جلوہ فرما تھا۔ اس نے پیشوائی کی اور کشپ کو گوتم کے ہمراہ دیکھ کر متعجب ہوا۔ خلقت نے گمان کیا کہ شاید گوتم بھی آتش پرست کشپ کا چیلہ ہوگیا۔ مگر جب نیازمند شاگرد گوتم کے حضور میں بندگی کے لیے خم ہوا تو راجگڈھ والوں کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ راجہ نے بڑے دھوم سے ان فقیروں کی دعوت کی اور ویلوانا نام ایک بانس کا باغ انکے قیام اور آسایش کے لیے وقف کیا۔ اس تاریخی باغ میں مہاتما نے بہت سی برساتیں گذاریں۔ اور یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جاڑوں کے موسم میں ممالک کا دورہ کرتے تھے اور بارش کے ایام اسی باغ میں بسر فرماتے تھے۔ دُور و دراز مقامات سے مریدین یہاں آتے اور اپنے مقدس بانیِ مذہب سے ضروری مسائل حل کرتے تھے۔

اب شاکیہ مُنی کی شہرت آریہ ورت کے قریب قریب کُل حصوں میں پہونچ چکی تھی۔ راجہ شدھودن کو بھی خبر ملی کہ اُسکے گھر کا اُجالا راجگڈھ میں چمک رہا ہے۔ بڑے اصرار سے فرزند کو بُلوایا اور پرانی شفقت و محبت کی باتیں یاد دلاکر تقاضا کیا کہ بوڑھے باپ کو اُسکی موت سے پہلے ایکبار اپنے دیدار کا موقع دے۔

والدین کے احکام کی اطاعت نکوکاروں کا پہلا فرض ہے۔ گوتم نے فوراً سفر کی تیاری کی۔ مریدین کا جم غفیر ہمراہ چلا اور وہ منزل بمنزل طالبان ہدایت کو فیضیاب کرتا کپل وستو کے قریب پہونچا۔ رستے کے بعد کوہ ہمالیہ کا دامن، نیپال کی ترائی، پُرفضا گھاٹیاں، اور راج محل کا خوبصورت

منظر آنکھوں کے سامنے آیا تو مہاتما کے دل پر کیا گذری؟ اسکی کیفیت وہ بیان کرے جو قوس قزح کی صحیح تصویر اُتار سکتا ہو! وطن کا کانٹا پردیس کے گلاب سے بہتر اور کنعاں کی گدائی مصر کی بادشاہی سے خوشتر بتائی جاتی ہے لیکن مہاتما نے اپنے مقرر کردہ اصول کو اس موقع پر بھی ترک نہیں کیا۔ بجائے شہر میں داخل ہونے کے بستی سے دُور ایک باغ میں مقیم ہوئے اور اُسی جگہ رات بسر کر کے دوسرے دن کشکول گدائی ہاتھ میں لے کر بھیک مانگنے کے لیے کپل واستو میں قدم رکھا۔

دستور تھا کہ فقیروں کی یہ جماعت امراء سے امداد کی طلبگار نہیں ہوتی تھی بلکہ غربا کے دروازوں پر بھی خاموش کھڑی رہتی تھی اور زبان سے سوال نہیں کرتی تھی۔ اگر کچھ مل گیا تو لیا ورنہ آگے بڑھے۔ اسی رسم کی پابندی کے لیے کپل واستو میں بھی راج محل کو چھوڑ کر غریبوں کی جھونپڑیوں کی طرف گدائی کو چلے۔

راجہ کو خبر ہوئی تو وہ حکومت کا دبدبہ فراموش کر کے بیتابی کے ساتھ بیٹے کے پاس پہونچا اور شکایت کی کہ رعایا سے بھیک مانگ کر باپ کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکہ لگانا مناسب نہ تھا۔ گوتم نے جواب دیا کہ "مہاراج! آپ اور آپ کے گھر والے سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں اور راجوں کی اولاد ہیں۔ میں اگلے وقتوں کے رشیوں اور دانشمندوں کا وارث ہوں۔ آپ کے لیے محلوں کا رہنا زیبا ہے، مگر مجھ کو وہی مناسب ہے جو انبیائے سلف ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ راج کی نعمتوں سے مجھکو کیا سروکار۔ میرا موروثی پیشہ تو بھیک مانگ کر کھانا ہے۔"

باپ نے یہ منطق نہ مانی اور زبردستی کھینچکر بیٹے کو محل شاہی کی طرف لے گیا۔ گھر میں قدم رکھا تو ہر طرف سے عزیزوں اور رشتہ داروں نے ہجوم کیا اور سارا قلعہ اُسی کمرہ کے اندر آ گیا جس میں مہاتما کے چرن آئے تھے۔

دیدار جمال اور دریافت خیریت کے لیے سب ہوا خواہ اُمنڈ آئے مگر غم نصیب جسودھرا اپنی جگہ سے نہ ہلی۔

وہ قیامت کی رات جب انتہائی مسرت کے دن مصیبت کا پہاڑ اُس پر ٹوٹ پڑا۔ اور جان سے زیادہ عزیز شوہر کوئی خطا تقصیر بتائے بغیر کسی طرف چلا گیا اُسکو آج تک یاد تھی۔ جس وقت سے چنا رتھبان نے راجکمار کے جوگ اختیار کرنے کی خبر پہونچائی دُنیا کی عیش و راحت اُسکے لیے ختم ہو گئی۔

سنگار چھوڑا، سہاگ بڑھایا، بن جوگنوں کی طرح زمین پر سوتی - جوگنوں کی سی کفنی پہنتی اور راندوں کی طرح گن گن کر لقمے کھاتی تھی - گلاب کے پھول کملا گئے - کندن تانبا بن گیا - اور بلور میں زنگ آ گیا!! آج لیگا نہ و بیگانہ راجکمار کے درشن کے لیے دوڑا لیکن دردِ فراق کی ماری جسودھرا اپنے کمرہ میں سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی اور مچلے ہوئے دل کو یوں سمجھاتی تھی کہ "جب ان پتی نے جوانی کے وقت مجھکو چھوڑا تو اب بارہ تیرہ برس کے بعد اپنی بگڑی ہوئی صورت دکھا کر اُنکی آنکھوں میں ذلیل ہونا کیا ضرور ہے"

بیکسوں کے فریاد رس کو اُس کی شکستہ دلی پر رحم آیا - مہاتما کو جسودھرا یاد آئی - اور رشتہ داروں کے مجمع میں اُسکی بیتاب نگاہیں کسی کو ڈھونڈھنے لگیں - جب کسی طرف نظر نہ آئی تو پوچھا کہ "جسودھرا زندہ ہے؟" جواب ملا کہ زندہ تو ہے مگر مردہ سے بدتر - دل پر چوٹ لگی اور دریافت حال کے لیے خود اُسکے کمرہ کی طرف تشریف لے گئے -

جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشاءاللہ   کچے دھاگے میں چلے آئینگے سرکار بندھے

جان و ایمان کا مالک یکایک نظر کے سامنے آگیا تو جسودھرا بے قابو ہو کر قدموں پر گر پڑی اور شوہر کے پانوں آنکھوں سے لگا کر زار زار رونے لگی - پھر یہ سوچ کر کہ خاوند جوگی ہیں اور اُنکو عورت کا بدن چھونا جائز نہیں، سہمی ڈری ہٹی اور الگ کھڑی ہو گئی - راجہ نے بہو کی سفارش کی اور اُسکی نفس کشی کا حال دوہرایا - گوتم کو قلق ہوا لیکن اپنے عہد تجرد سے مجبور تھے اور سوائے تلقین صبر کے تسلی دینے کی کوئی صورت نہ تھی -

عاشق بہو نے ڈرتے ڈرتے آرزو کی کہ اُسکو بھی چیلوں کے گروہ میں شامل کر لیا جائے - مگر یہ عرض بھی قبول نہ ہوئی اور ارشاد ہوا کہ فقیروں کی منڈلی میں عورت کا ساتھ رکھنا خطرناک ہے - ستم رسیدہ بیوی مایوس ہوئی اور مہاتما محل سے رخصت ہو گئے - دوسرے دن گوتم کے سوتیلے بھائی نند کی شادی کا جلسہ تھا - مجلس عیش و نشاط مرتب تھی کہ مہاتما اُس محفل میں تشریف لائے اور معلوم نہیں نند کو آہستہ آہستہ کیا بتا دیا کہ اُس نے شادی کا لباس نوچ ڈالا اور کشکول ہاتھ میں لیکر بھائی کے ساتھ گرودہ باغ کی طرف چلا گیا جو ان جوگیوں کا قیامگاہ تھا -

اب یہ معمول ہو گیا کہ مہاتما روزانہ بھوجن کے لیے قلعہ میں آتے تھے اور محل خاص سے کسی قدر فاصلہ

اپنے چیلوں کے ساتھ خاصہ تناول فرماتے اور پھر فرودگاہ کو واپس جاتے تھے۔ ایک دن حسب دستور کھانا تناول فرما رہے تھے اور شربت دیدار کی پیاسی جسودھرا دور سے جمال جہاں آرا کی زیارت کر رہی تھی کہ اُس کا لڑکا راہل سامنے آگیا۔ ماں نے بیٹے کو اچھے کپڑے پہنائے اور کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس جاکر اپنی میراث کا دعوے کرو۔

لڑکا چند گھنٹوں کا تھا کہ باپ نے دنیا چھوڑی۔ دادا نے پرورش کی اور وہ اُسی کو باپ جانتا تھا۔ ماں نے اشارہ سے بتلایا کہ تیرا باپ وہ یوگا جوگی ہے جو سامنے فقیروں کی منڈلی میں آفتاب کی طرح چمک رہا ہے۔

بھولا لڑکا خوش خوش باپ کے پاس گیا اور مہاتما سے عرض کیا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں اور اپنی میراث مانگنے آیا ہوں۔ گوتم نے آہستہ سے اُسکو دعا دی مگر سوال کا جواب عنایت نہ ہوا۔ وہ میراث میراث رٹتا باپ کے ساتھ ہو لیا۔ مگر وہ باغ میں پہونچا تو دولت عطا ہوئی یعنی "سنگ" میں شریک کر لیا گیا۔!!

راجہ شدھودن کا نابالغ پوتا بھی تارک الدنیا ہو گیا تو اُسکو بہت صدمہ ہوا لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا اور اُس کا واپس آنا محال تھا!! البتہ گوتم سے یہ عہد و پیمان لیا گیا کہ آیندہ سے کوئی لڑکا اپنے والدین کی اجازت کے بغیر ترک دنیا کی طرف مائل نہ کیا جائے گا۔ گوتم نے اس شرط کو عمر بھر نباہا اور کپل وستو سے راجگڈھ کے لیے رخصت ہو گیا۔ سوانح نگار لکھتے ہیں کہ اسوقت مہاتما کے حصول کمال سے اٹھارہ مہینے گذرے تھے۔

اسکے بعد مہاتما مدت تک زندہ رہے لیکن کپل وستو کو اُنکی زیارت صرف ایک ہی بار اور نصیب ہوئی۔ یہ دوسرا موقع وہ حسرتناک دن تھا کہ راجہ شدھودن مرض الموت میں مبتلا تھے اور اُن کا عزیز بیٹا آخری دیدار کے لیے بُلایا گیا۔ مہاتما عین وقت پر پہونچے اور جب اس مصیبت اور رنج کی دنیا میں آخری سانس راجہ شدھودن کو نصیب ہوئی تو اُسکے شوق کی آنکھ گوتم کے نورانی چہرہ کی طرف تھی اور اس کا سر اُنکی گود میں!!

اب جسودھرا کی بیکسی اور تنہائی کا خبر گیراں کوئی نہ رہا۔ اُس نے راج محل کو چھوڑ کر جنگل جنگل پھرنے۔ جوگیوں کے برتن مانجنے۔ اور فقیروں کے لیے پانی بھرنے کی خدمت قبول کرنے کا ارادہ کیا۔

یہ عجز وانکسار پھل لایا۔ گوتم نے عورتوں کو رُہبانیت کی زندگی بسر کرنے "سنگ" میں شریک ہونے کی اجازت دی اور جسودھرا پہلی راہبہ تھی جو اُسکی خانقاہ میں داخل ہوئی۔

مہاتما کی زندگی کے آخری تیس سال اشاعتِ مذہب، تبلیغِ شریعت، اور ترتیبِ قوانین میں صرف ہوئے۔ اس زمانہ کے اقوال و افعال جو بودھ مذہب کی کتابوں میں محفوظ ہیں اگر نقل کیے جائیں تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوں لیکن یہ واقعات تاریخی حیثیت سے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے صرف چند حکایتیں اُس عہد کی بطور مشتے نمونہ از خروارے درج کی جاتی ہیں:۔

(۱) کیسا گوتامی نام ایک عورت اپنے اکلوتے بیٹے کی عاشق زار تھی۔ وہ بچہ اتفاق سے مرگیا تو وہ اُسکی نعش لیے گھومتی اور ہر ایک سے اُسکے زندہ کرنے کی دوا پوچھتی تھی۔ جب کوئی نصیحت و فہمایش کارگر نہ ہوئی تو لوگوں نے بتایا کہ شاکیہ مُنی کو مردہ جلانے کی تدبیر معلوم ہے۔ عورت دوڑتی ہوئی مہاتما کی خدمت میں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ بچہ کا زندہ کرنا ممکن ہے بشرطیکہ مُٹھی بھر رائی مل جائے۔ اور وہ ایسے گھر سے مانگ کر آوے جہاں کوئی بیٹا، شوہر، باپ یا غلام نہ مرا ہو۔ عورت سارے شہر میں ماری ماری پھری مگر کوئی گھر ایسا نہ ملا جہاں کوئی موت نہ واقع ہوئی ہو۔ اُسکی آنکھیں کھُل گئیں۔ خود بخود غم کی تسلی ہوئی اور وہ بھی مہاتما کی خانقاہ میں ایک راہبہ بن گئی۔

(۲) امبا پالی ایک مشہور کسبی تھی۔ اُس نے مہاتما کی دعوت کرنا چاہی۔ کسی کو خیال نہ تھا کہ مُنی اُس کا ناپاک کھانا قبول کریں گے۔ فقرہ بازوں کی لعن طعن سے وہ عورت بہت دل شکستہ ہوگئی۔ یکایک مہاتما اُسکے گھر پہونچے اور خاصہ تناول فرمایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی بدکاریوں سے تائب ہوئی اور "سنگ" میں شریک کرلی گئی۔

(۳) سراوستی شہر کے پاس انتھ پنڈ کے باغ میں مہاتما مقیم تھے۔ اُن کا عزیز چیلا انندا شہر میں بھیک مانگنے گیا تھا۔ وہاں پیاس نے ستایا تو ایک کنوئیں کے پاس پانی کی تلاش میں پہونچا ایک چنڈال چھوکری پراکرتی نام ڈول کھینچ رہی تھی۔ نندا نے اُس سے پانی مانگا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ وہ چنڈالنی ہے اُسکے ہاتھ کا پانی کوئی نہیں پی سکتا۔ نندا نے کہا کہ بہن تیری ذات پات میں نہیں پوچھتا۔ اگر پانی پلا سکتی ہو تو پلادے۔ لڑکی اس جواب پر فریفتہ ہوگئی۔ اُس نے پانی پلایا اور اس کوشش میں مصروف ہوئی کہ کسی طرح نند کے ساتھ ہی رہنا نصیب ہو۔ اُس نے

نند کو دام تزویر میں لانے کی ہر ایک سعی کی لیکن کامیاب نہ ہوئی - ایک روز نند کے تعاقب میں وہ مہاتما کے حضور تک پہونچی - باتوں باتوں میں اُس کا چوٹ کھایا ہوا دل دنیا سے پھیر دیا گیا اور وہ بھی راہبہ ہو گئی

چنڈالنی کا "سنگ" میں شریک ہونا برہمنوں کو بہت ناگوار ہوا - کیونکہ اس فرمان سے ذات کی قیود کا خاتمہ ہو گیا تھا اور انھوں نے گوتم کو طرح طرح سے اذیت پہونچانا چاہی لیکن خدا کی قدرت سے انکی ہر برائی بھلائی ہو جاتی تھی اور جس راجہ کو وہ گوتم کے خلاف بناتے تھے چند روز میں وہی اُس کا مُرید ہو جاتا تھا -

(۴) نلندا نام ایک خوشحال اور با اثر رئیس تھا - اُسکے ایک خادم نے جو بودھ کا عقیدت کیش تھا مہاتما سے عرض کی کہ آپ اس عالم کو کوئی عجیب غریب معجزہ دکھائیں تاکہ وہ ایمان لائے اور اُسکے راہ راست پر آنے سے شریعت کو تقویت ہو - گوتم نے درخواست منظور نہ کی اور کہا کہ جنکے دلوں پر مُہر ہے وہ معجزوں سے بھی ایمان نہیں لا سکتے - خرق عادت سے مجھ کو شرم آتی ہے !

(۵) سوپیا نام ایک فقیر مہاتما کی بدگوئی کرتا تھا اور اُسکے اصول و قواعد پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا - اُس کا شاگرد برہم دت گوتم کا معتقد تھا اور اپنے اُستاد سے نزاع کیا کرتا تھا - مہاتما کے چیلے سوپیا کو بُرا بھلا کہتے تھے - شدہ شدہ یہ خبر گوتم تک پہونچی - آپنے چیلوں کو نکتہ چینی پر ناراض ہونے سے منع کیا اور سمجھایا کہ بدگوئی سے سلوک کی ترقی میں فرق آتا ہے - نفرت نفرت سے دُور نہیں ہو سکتی بلکہ اس زہر کا تریاق محبت ہے !!

(۶) ایک کسان کی طرف گذر ہوا جو کھیت میں ہل چلا رہا تھا - اُس نے فقیروں کی بھیڑ دیکھ کر کہا کہ تم لوگ کچھ کمائی نہیں کرتے اور پرایا مال کھاتے ہو - مہاتما نے جواب دیا کہ "میں بھی کھیتی کرتا ہوں - ایمان بیج ہے ، نفس کشی پانی ہے ، بُری خواہشیں جھاڑ جھنکار ہیں جنکی نکائی کرتا ہوں عقل ہل ہے ، شرم جُوا ہے ، استقلال ہل چلاتا ہے اور میں اپنے دل سے استقلال کی لگام تھامتا ہوں - میرا کھیت مذہب اور قانون ہے - اور پیداوار جو حاصل ہوتی ہے اُسکا نام نروان ہے" کسان قلبہ رانی بھول گیا اور قلب صنوبری کی صفائی کرنے لگا !!

(۷) ایک شب مہاتما آپنے عزیز شاگرد آنندا کے ساتھ چیلوں کی خبرگیری کو نکلے۔ دیکھا کہ ایک بیمار مرید نجاست میں لتھڑا زمین پر پڑا ہے اور ضعف کی شدت سے حرکت نہیں کرسکتا۔ آپ نے آنندا سے پانی منگوایا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے مریض کا بدن صاف کرکے اُسکو بستر پر لٹایا۔ پھر سب مُریدوں کو جمع کرکے تنبیہ کی کہ "سنگ" والوں کے نہ ماں باپ ہیں نہ بیوی بیٹے۔ اگر تم لوگ ایک دوسرے کی مدد نہ کروگے تو اُنکی عیادت اور تیمارداری کو کون آئیگا۔ جو شخص میری خدمت کرنا چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ بیمار کی خدمت کرے۔ مریض کی تیمارداری عین میری خدمت ہے !!

غرض اسی طرح مسلسل وعظ و تلقین میں مہاتما نے اپنی زندگی کے آخری سال گذارے اور اسّی برس کی عمر تھی جب آپ نے کوسی نگلا جانے کا قصد کیا جو زمانہ حال میں کسیا کے نام سے مشہور ہے اور گورکھپور کے ضلع میں ایک تحصیل کا صدر مقام ہے۔ اُس زمانہ میں یہاں ملّا قوم کا راج تھا۔ جسکی ایک شاخ کا دارالسلطنت پاوا اور دوسری کا کوسی نگلا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پٹنہ کے ضلع میں بہار شریف کے پاس پاواپوری جو مشہور تیرتھ کی جگہ ہے یہی قدیم زمانہ کا پاوا تھا لیکن یہ مقام کسیا ضلع گورکھپور سے تقریباً ۶۰ کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس لیے تعجب ہوتا ہے کہ مہاتما نے بیماری کی شدت میں جس کا عنقریب تذکرہ آتا ہے اس قدر طویل مسافت کیونکر طے کی ہوگی۔

ہر حال یہ مسلّم ہے کہ مہاتما ملّا قوم کی حکومت میں دورہ کرتے ہوئے پانچ سو چیلوں کے ساتھ پاوا میں تشریف لائے اور چند ٹھٹھیرے کے باغ میں فروکش ہوئے۔ یہاں کے رئیسوں نے ایک "سنفت گھر" یا ٹاؤن ہال جدید تیار کرایا تھا اور اُنھوں نے خواہش کی کہ اس عمارت کی رسم افتتاح گوتم کے مبارک ہاتھوں سے عمل میں لائی جائے۔ مہاتما نے منظور کیا اور جماعت خانہ میں تشریف لیجاکر ایک پُراثر وعظ دیا۔ دوسرے روز چند نے دعوت کی اور فقیروں کو چاول اور "سکر مدھوا" کھلایا۔ اُنیسویں صدی عیسوی میں یورپ ہوچکا اس "سکر مدھوا" نے عجب ستم ظریفی دکھلائی۔ مسیحی مترجموں نے اس لفظ کے معنی "سوّر کا گوشت" سمجھ لیے اور عام طور پر تحریر کیا جانے لگا کہ مذہب بودھ کے مقدس بانی نے دُنیا میں جو آخری غذا کھائی وہ لحم الخنزیر تھا۔ لیکن حال میں تحقیق سے ثابت ہوا کہ "سکر مدھوا" سوّر کے گوشت کو نہیں بلکہ شکر قند کو کہتے ہیں !!!

[1] ماڈرن ریویو - بابت ستمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۲۷۶ -

کھانے سے فراغت کے بعد تیسرے پہر کو مہاتما پاوا سے روانہ ہوئے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پیچش کی تکلیف شروع ہوئی۔ آنندا سے پانی مانگا اور کورکتشا ندی میں آخری غسل کیا۔ جب مرض کو طول ہوا اور تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی تو آپ نے چند ٹھٹھیرے کا شکریہ ادا کیا اور مریدوں سے ارشاد کیا کہ ایکبار سجاتا کی ضیافت قبول ہوئی تھی جس کی برکت سے مجھکو نور عرفان نصیب ہوا اب چند کی دعوت پسند آئی جو دُنیا سے نجات دلا دیگی !!

اگر یہ صحیح ہے کہ "پاوا" زمانۂ حال کا "پاوا پوری" تھا تو کم سے کم دس روز میں یہ جماعت کسیا پہونچی ہو گی۔ کیونکہ پیچش کی تکلیف میں دس بارہ میل بھی روزانہ چلنا مشکل تھا۔ گمان ہوتا ہے کہ یہ پاوا کوئی دوسری بستی تھی جو کسیا سے تھوڑی ہی دور واقع تھی ورنہ جاں نثار مرید اپنے مریض اُستاد کو اس قدر طویل سفر جاری رکھنے نہ دیتے اور راستہ ہی میں کسی جگہ طبیعت کی یکسوئی تک قیام کرتے۔

بہرصورت جب مہاتما کوسی نگلا کے قریب پہونچے تو ضعف کی شدت سے قدم اُٹھانا محال ہو گیا تھا۔ ہرن وتی ندی کے کنارے ایک درخت کے کنارے ایک سال کے درخت کے نیچے دکھن کی طرف منہ کر کے لیٹے دیر تک آنندا سے باتیں کرتے اور "سنگ" کے برقرار رکھنے کے لیے ہدایتیں فرماتے رہے۔ کوسی نگلے کے رئیس مہاتما کی آمد سُنکر سال کے باغ میں آئے اور اپنے بیوی بچوں کو عیادت اور تیمارداری کے لیے ساتھ لائے۔ آنندا نے ہر ایک ٹولی الگ الگ کر دی اور مہاتما سے سب کا تعارف کرایا۔ مہاتما نے اُنکو نصیحتیں کیں اور خاموش ہو گئے۔

شام ہوئی تو آنندا رونے لگا۔ مہاتما نے آنکھ کھول دی۔ عزیز چیلے کو تسلی دی اور اُسکو بھی جلد "نروان" حاصل ہونے کا مژدہ سنایا۔ سب مریدوں کو آنندا کی خاطرداری کی ہدایت کی۔ اسکے بعد ہلکی غشی پیدا ہو گئی۔

آدھی رات کو سوبھدرا نام ایک برہمن کوسی نگلا کا رہنے والا مہاتما کی خدمت میں چند دشوار مسائل حل کرنے کو آیا۔ تیماردار حاضری میں مزاحم ہوئے مگر مہاتما نے اُسکو اصرار سے اپنے پاس بلوایا اور اُسکی تشفی کر دی۔ سوبھدرا ایمان لایا اور "سنگ" میں داخلہ کی اجازت چاہی۔ عام طور پر بغیر چار مہینے کے امتحان ریاضت کے کوئی مرید "سنگ" میں شامل نہیں کیا جاتا تھا مگر مہاتما کے

جلم سے موبعدازا فوراً "سنگ" کا ممبر بنایا گیا۔

اسکے بعد مہاتما نے سب مریدوں کو وصیت کی کہ "میرا انتقال ہو جائے اور میں تمھاری نظر کے سامنے نہ رہوں تو یہ نہ سمجھنا کہ بودھ تمھارے ساتھ نہیں ہے۔ تمھاری ہدایت کے لیے میرا قانون موجود ہے اور اُس سے ہر مشکل حل ہو سکتی ہے"۔ پھر انندا کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ "جو زندگی بخشتا ہے وہی بیماری اور موت کا بھی باعث ہے۔ اس تعلیم کو کبھی فراموش نہ کرنا۔ اپنے دل کو حق سے بھرو اور جو تم کو بتایا گیا ہے دوسروں کو سکھاؤ"۔

یہی آخری الفاظ تھے جو زبانِ مبارک پر جاری ہوئے۔ اسکے بعد گہری بیہوشی طاری ہوئی اور طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

اب مریدین کی جماعت میں بحث شروع ہوئی کہ مہاتما کی تجہیز و تکفین کس طرح کی جائے۔ آخرکار نعش کو نقارے بجاتے ہوئے کسیا کے پورب طرف ملا بندھن کے مندر میں لیگئے اور چکرورتی راجاؤں کی لاش جس ساز و سامان سے پھونکی جاتی ہے اُسی طرح ملا قوم کے رئیسوں نے گوتم کی کریا کی۔ چتا کی آگ کیوڑے اور گلاب سے بجھائی گئی اور ہڈیاں جمع کر کے کسیا کے ٹاؤن ہال تک پہونچائی گئیں جہاں برچھیوں کی جالی اور کمانوں کے حصار سے انکو محفوظ کیا گیا۔ بہت سے چھتری راجاؤں نے اس مقدس یادگار میں حصہ مانگا لیکن وہ متبرک ہڈیاں صرف راجگانِ پاوا اور کوسی نگلا کو تقسیم کی گئیں جنھوں نے عالیشان گنبد اپنے اپنے حصہ رسدی پر تعمیر کیے۔ انھیں میں کا ایک گنبد حال میں کسیا کے قریب پایا گیا اور سنگین کتبہ بھی دستیاب ہوا جس نے ثابت کر دیا کہ کسیا ہی زمانہ قدیم کا کوسی نگلا ہے۔ مگر پاوا کے متعلق ہنوز تحقیقات غیر مکمل ہے۔

برسات کا موسم آیا تو حسب دستور سابق گوتم کے سب چیلے راجگڈھ میں جمع ہوئے اور راجہ مگدھ (اجاتا سترو) کی سرپرستی میں بودھ مذہب کی پہلی کاونسل منعقد ہوئی اور کشپ اُس کا صدر انجمن ہوا۔ اُسوقت تک کوئی بدعت شروع نہ ہوئی تھی۔ لہذا کاونسل میں کوئی جدید مسائل طے نہیں ہوئے۔ قانون شریعت پڑھا گیا اور حاضرین مجلس نے اُس پر عمل کرنے کا عہد کیا۔

سو برس کے بعد ویشالی کے راجہ دھرم اشوک نے دوسری کونسل طلب کی اور فرعی مسائل میں جو اختلافات پیدا ہو گئے تھے انکو کثرت رائے سے طے کرایا۔

تیسری کاونسل گوتم سے ڈھائی سو برس بعد مہاراجہ اشوک نے بمقام پٹنہ منعقد کی اور اسی مجلس نے "ترمی پاٹکا" مرتب کی جس میں گوتم بودھ کی سوانحعمری اور اُنکے اقوال و اعمال اور احکام درج تھے یہ کتابیں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد راجہ اشوک کے لڑکے یا بھائی مہندر نے جنوبی ممالک میں پہونچائیں جہاں اُنکی بیحد تعظیم و تکریم کی گئی اور آج تک لنکا، سیام، اور برما وغیرہ میں یہی مجموعہ احکام مستند مانا جاتا ہے۔

"ترمی پاٹکا" کے مطابق مہاتما کا سنہ وفات ۲۱۸ برس قبل تخت نشینی اشوک کے تھا یعنے ۲۸۴ سنہ قبل مسیح۔ اور یہی صحیح ہے۔

چوتھی کاونسل پہلی صدی عیسوی میں راجہ کنشک نے جلھندر کے مقام پر منعقد کی اور وہاں جو اصول مذہب قرار پائے وہ کشمیر، تبت اور چین پہونچے لیکن یہ احکام اور قوانین تیسری کاونسل کے نتائج سے اس قدر مختلف تھے کہ جنوبی ممالک کا قانون ہینایانا یا "چھوٹی گاڑی" مشہور ہوا اور شمالی ممالک کا مجموعہ مہایانا یا "بڑی گاڑی" کے خطاب سے سرافراز ہوا۔ "چھوٹی گاڑی" صرف اُن نفوس کو نجات کی منزل تک پہونچا سکتی تھی جو نیک اعمال کریں اور شریعت کے مطابق خواہشِ نفسانی پر فتح حاصل کریں لیکن "بڑی گاڑی" ہر ایک شخص کو جو بودھ مذہب میں داخل ہو منزلِ مقصود تک پہونچانے کی ذمہ دار تھی!!

آج یورپ کا آفتابِ اقبال نقطۂ نصف النہار پر ہے۔ تمام دنیا کو شائستگی و تہذیب کا سبق پڑھانے کا اُس نے بیڑا اُٹھایا ہے اور بد مسلکوں کے رسوم و اخلاق میں اصلاح کرنے کا بارگراں سفید آدمی کی نازک پشت پر بتایا جاتا ہے۔ وہ صرف علم و دولت ہی میں تمام عالم سے افضل نہیں ہے بلکہ فتحمندی کے نشہ میں اپنی معاشرت اور اپنے مذہب کو بھی ساری متمدن دُنیا کے لیے سزاوارِ تقلید اور قابلِ تسلیم ظاہر کرتا ہے۔ ۴۵ کروڑ بندگانِ خدا مذہب بودھ کے چشمۂ فیض سے تسلی پاتے ہیں لیکن یورپ کو اس اظہارِ خیال میں کچھ تامل نہیں کہ گوتم کا اول تو وجود ہی مشتبہ ہے اور اگر اس نام کا کوئی انسان دنیا میں تھا بھی تو وہ مفتری اور کذاب ہوگا۔ جھوٹا آدمی ایک دیوار بھی سیدھی نہیں بنا سکتا۔ بودھ مذہب کا قلعہ ڈھائی ہزار برس تک کیونکر قائم رہتا اگر اس کا

معاملہ حق پرست نہ ہوتا اور اسکی تعمیر میں راستبازی کا مسالہ نہ صرف کیا جاتا۔

گوتم بودھ نے جو تعلیم اپنی قوم کو دی اُسکے دو حصے ہیں اور تمام شائستہ مذاہب کی بنیاد انھیں دونوں پر ہوتی ہے یعنی اصلاح اخلاق اور علم الٰہیات یا بالفاظ دیگر اعمال اور عقائد۔ مابہ الامتیاز یہ ہے کہ کوئی شریعت عقائد کو مقدم کرتی ہے اور کوئی اعمال کو۔ بعض ملتیں عقیدہ تنہا ذریعہ نجات کے لیے کافی سمجھتی ہیں اور بیشتر مذاہب عمل صالح کے بغیر نجات ابدی محال تصور فرماتے ہیں لیکن گوتم نے اصلاح اخلاق کو اس قدر ضروری سمجھا کہ عقائد کو پس پشت ڈال دیا اور ہر طالب نجات کے لیے پہلی شرط یہ قرار دی کہ دنیا اُسکے ہاتھ اور زبان سے بے خوف رہے۔ اُسکی تعلیم کا بیشتر حصہ فلسفۂ اخلاق کی تشریح ہے اور ڈھائی ہزار برس پہلے جو قانون اُس نے مرتب کیا تھا ترقی یافتہ دُنیا اسوقت تک اُس میں کوئی قیمتی اضافہ نہ کر سکی۔

شریعت گوتم کے "دس احکام" یہ ہیں:- (۱) کسی ذی روح کی جان نہ لو (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) جھوٹ نہ بولو (۵) کسی کو بُرا نہ کہو (۶) قسم نہ کھاؤ (۷) فضول گفتگو نہ کرو۔ (۸) کسی پر غصہ نہ کرو (۹) کوئی نشہ کی چیز استعمال نہ کرو۔ (۱۰) غلط عقائد کے پاس نہ جاؤ یعنے بھوت پریت، دیوی دیوتا کو نہ مانو۔

وہ پانچ پیشوں کو منع کرتا ہے:- (۱) ہتھیار بیچنا (۲) لونڈی غلام بیچنا (۳) گوشت بیچنا (۴) شراب بنانا یا بیچنا (۵) زہر بیچنا۔

گوتم کی اخلاقی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے:- (۱) دانشمندوں کی خدمت کرو اور نادانوں کی صحبت سے بچو۔ اُسکی عزت کرو جو عزت کا مستحق ہو۔ (۲) علم حاصل کرو اور عقل کی روشنی بڑھاؤ (۳) والدین کی اطاعت کرو۔ اہل وعیال کی خبرگیری کرو اور ایسا پیشہ اختیار کرو جس سے کسی کو دُکھ نہ ہو۔ (۴) خیرات کرو۔ ایمانداری سے رہو اور عزیزوں رشتہ داروں کی مدد کرو۔ (۵) گناہ سے بچو۔ شراب کے پاس نہ جاؤ۔ اور نیک کاموں سے کبھی نہ تھکو۔ (۶) عاجزی اور فروتنی اختیار کرو۔ قناعت اور شکرگزاری اپنا شیوہ بناؤ۔ (۷) مصیبت برداشت کرنے کی عادت ڈالو (۸) اپنی عصمت کی حفاظت جان سے زیادہ کرو (۹) دل پر اتنا قابو حاصل کرو کہ کسی غم وغصہ کا اُس پر اثر نہ ہو (۱۰) "نروان" حاصل ہونے سے نااُمید نہ ہو اور یقین رکھو کہ

اصلاح اخلاق سے یہ مرتبہ خود بخود مل جائے گا (۱۱) نفس کو زیر کرو اور تمام عالم سے محبت رکھو"
آج مسیحی دنیا حیرت کرتی ہے کہ فلسفۂ اخلاق کے یہ زریں اصول جو اُسکے خیال کے مطابق پہلی بار کوہ سینا پر بیان کیے گئے تھے اور جن پر عہدنامہ عتیق کو ناز ہے یا جو اول مرتبہ یروشلیم کے ایک ٹیلہ پر ظاہر کیے گئے تھے اور جو عہدنامۂ جدید کا طرۂ امتیاز ہیں۔ تاریکی اور جہالت کے عہد میں ہندوستان کا ایک جوگی کیونکر دریافت کر سکا؟ مگر وہ بھولتی ہے کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا خداوند رب العالمین تھا اُس نے مصر و شام کو اپنے مقرب بندوں کے قدوم سے سرفراز کیا تو کیا اہل ہند سے اُسکو تعلق نہ تھا اور اُنکی رہنمائی کے لیے کسی رسول کی ضرورت نہ تھی؟ جس دانشمند ازل نے پانچسو برس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی زبانِ مبارک سے بیت المقدس میں رحم اور محبت کا وعظ کہلایا وہ ہندوستان کے گوتم کو بھی اپنا مقرب بنا سکتا تھا اور اُسکی زبان سے بھی کلمۃ الحق کا اظہار ہو سکتا تھا!! اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انبیائے بنی اسرائیل کی طرح راجہ رامچندر، سری کرشن، بہلا اور گوتم وغیرہم بھی نبی مرسل تھے تو یہ معما فوراً حل ہو جاتا ہے۔

گوتم خود کہتا ہے کہ یہ اصول اُسکے ایجاد کیے ہوئے نہیں ہیں بلکہ "دنیا میں تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد راہ حق کی ہدایت کے لیے "بودھ" پیدا ہوتے رہتے ہیں، اور سب یکساں تعلیم دیتے ہیں لیکن دنیا کچھ عرصہ کے بعد اُنکی نصیحتوں کو بھول جاتی ہے اور اُسوقت ایک نیا "بودھ" دیتو ہیں آتا ہے جو دھرم کو از سر نو زندہ کرتا ہے۔ مجھ سے پہلے ۲۴ بودھ دنیا میں رہنمائی کے لیے تشریف لا چکے ہیں اور میرا نمبر پچیسواں ہے۔ میرے بعد ایک بودھ آئے گا جس کا نام میتریا بودھ یا رحم کا پیغمبر ہوگا!" گوتم کے معتقد یقین رکھتے ہیں کہ رحم کا پیام رساں ابھی تک ظاہر نہیں ہوا عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ گوتم نے حضرت مسیح کی آمد کی خبر سنائی تھی اور مسلمان دعویٰ کر سکتے ہیں کہ "بودھ" سے مراد وہ نبی ہے جسکی شریعت کسی ملک یا قوم سے مخصوص نہ ہو اور "میتریا بودھ" سے اشارہ اُس برگزیدہ ذات کی طرف ہے جسکو ارحم الراحمین کی سرکار سے "رحمۃ للعالمین" کا لقب ملا۔ والغیب عند اللہ!!

علم الٰہیات پر گوتم نے زیادہ توجہ مبذول نہیں کی۔ وہ خلقت عالم و آدم کے اسباب پر گفتگو نہیں کرتا۔ اُسکی تعلیم مادی دنیا کو موجود اور بنی آدم کو زندہ و قائم دیکھ کر شروع ہوتی ہے۔ چوبیس کرور دیوتا ہندوستان میں خدائی کے دعوے دار تسلیم کیے جاتے ہیں اور وہ اُن سب کی عظمت

سے یکقلم انکار کرتا ہے۔ مسئلہ تناسخ کو اپنے اصول ذہن نشین کرانے کے لیے دلائل کی پہلی سیڑھی بناتا ہے لیکن آگے چل کر روح کی فنا اور بقا میں شک ظاہر کرتا ہے اور جب روح فنا ہو گئی تو تناسخ کہاں رہا؟

وہ جزا و سزا کا قائل ہے اس لیے تطبیق کرتا ہے کہ روح کے فنا ہونے کے بعد اعمال باقی رہتے ہیں اور وہی اعمال نیک یا بد صورت اختیار کر کے دنیا میں واپس آتے ہیں۔ وہ بہشت اور دوزخ کو مانتا ہے لیکن جہنم کے خوف سے اعمال بد کو ترک کرنے اور فردوس کی طمع میں نیک اعمال کرنے کی رغبت نہیں دلاتا۔ اُسکی تعلیم میں ابدی عذاب کسی انسان کے لیے نہیں ہے۔ بدترین مخلوق کے لیے بھی سزا کی ایک حد ہے اور جب اُسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا تو اُسکو بھی نجات حاصل ہو گی۔ کیونکہ خالق کی محبت و شفقت ہرگز گوارا نہیں کر سکتی کہ اُسکی مخلوق دائمی مصیبت میں رہے۔ دیو دت گوتم کے وقت میں ایک مدعیِ حکمت و ریاست تھا۔ اُس نے گوتم کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اُسکی بابت بھی ارشاد ہے کہ دیو دت بہت بُرا ہے۔ مگر ایک ساعت رحم کی آئیگی اور اُسوقت اسکو بھی نجات مل جائیگی۔"

گوتم کہتا ہے کہ دنیا یہی ایک نہیں ہے جس میں ہم بستے ہیں بلکہ اسی صورت کے بہت سے عالم ہیں جنکی ہمکو خبر نہیں۔ ہر ایک دُنیا ایک مقررہ مدت کے بعد آگ، پانی یا ہوا سے تباہ ہو جاتی ہے مگر دوبارہ پھر بھی دنیا بسا دیتا ہے جسکی آبادی پہلی دُنیا کے برابر ہوتی ہے صرف وہ روحیں کم ہو جاتی ہیں جو "نروان" حاصل کر چکی ہوں۔

وہ تلقین کرتا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز دائمی نہیں ہے اور نہ کوئی شے اپنی قوت یا خاصیت سے وجود میں آتی ہے بلکہ موجود کی جاتی ہے۔ دوسری منزل میں وہ دنیا کا وجود ہی مشتبہ بتاتا ہے:-

"ہم نہیں کہہ سکتے کہ دنیا کا وجود ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُس کا وجود نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے لیکن اسکے خلاف بھی نہیں ہے۔ اس وجود نہیں ہے اور اس کا عدم وجود بھی نہیں ہے۔ یہ غلط نہیں ہے لیکن صحیح نہیں ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ ایسا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ لہذا نہ ہے نہ نہیں ہے"!!!

آخری منزل فلسفہ کی یہ ہو جاتی ہے کہ نہ انسان ہے نہ جانور نہ زندگی نہ موت، نہ روح نہ جسم، نہ زمان نہ مکان۔ نہ خدا نہ آدمی۔ نہ عقل نہ خیال بلکہ ان کا عدم بھی نہیں ہے اور عدمِ عدم کا عدم بھی نہیں ہے!! یہ فنائے مطلق تھی جو گوتم تعلیم کرتا ہے اور حاصل اس فنا سے "نروان" ہے جو "فنا" کی بھی فنا ہے!!!

گوتم یہ نہیں بتاتا کہ "فنا" کے بعد ذاتِ باری کے ساتھ "بقا" ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ویدانت اور

ماخوذ از اسپاقی تاریخ مذاہب مولفہ اوریئنٹ اردیاں مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء صفحہ ۷۷ و ۸۰ و ۸۳ و ۹۳۔

تصوف [illegible] سر آنکھوں پر جگہ دیتے بلکہ اسکے فلسفہ میں اس سوال کا کچھ جواب ہی نہیں کہ "نروان" کے بعد روح اگر فنا نہ ہوئی تو کہاں رہتی ہے اور کیا ہو جاتی ہے؟ تصوف اور ویدانت کی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ "تو وہ ہے"۔ "تو" کی ضمیر انسان کی طرف اور "وہ" کی خالق کی طرف راجع ہے اور "ہے" ان دونوں کے ملانے کی وہ زنجیر ہے جسکی طرف ایک عارف نے اشارہ کیا ہے "گر حفظ مراتب نکنی زندیقی"۔

گوتم نے اپنی منطق سے "تو" کو فنا کر دیا ہے" کا وجود مشتبہ بتایا اور "وہ" کی بابت اسکی تعلیم حقیقۃً کہ اب تک سمجھی جا سکی ساکت ہے۔ یہ تو یقین نہیں آتا کہ گوتم کا سا دانشمند واجب الوجود سے منکر ہوگا لیکن اسکے قانون میں کسی جگہ خدا کا نام جپنے کی ہدایت نہیں ہے۔ وہ اصلاح اخلاق کے لیے مراقبے تعلیم کرتا ہے جن میں سے پہلا مراقبہ قطع تعلقات کا، دوسرا طہارت کا، تیسرا مسرت کا، چوتھا رحم کا اور پانچواں محبت کا ہے۔ طالبوں کے اطمینان قلب کے لیے خانقاہیں قائم کرتا ہے اور اسکے قواعد مقرر کرتا ہے لیکن خدا کو یاد کرنے کا اسکے ٹائم ٹیبل میں کوئی وقت نہیں ہے۔

روسا اور دولتمند گوتم اور اسکے ابتدائی چیلوں کی راستبازی، نکوکرداری دیکھکر بڑی بڑی جائدادیں خانقاہوں کے لیے وقف کرتے ہیں اور بےفکری کی طمع میں بہت سے بدوضع لوگ بھی سنگھ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ذات کی قید اٹھ جانے سے شودر اور چنڈال بھی جماعت خانوں میں آتے ہیں اور اپنی موروثی برائیاں ساتھ لاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ خانقاہیں ان تمام ناپاک حرکات کا سرچشمہ بنجاتی ہیں جنکے دور کرنے کے لیے گوتم نے یہ سلسلہ قائم کیا تھا اور وہ تمام بدافعالیاں ان جماعت خانوں میں سرزد ہوتی ہیں جنھوں نے رومن کیتھولک فرقہ کے رہبانیت خانوں کو یورپ کے ازمنہ متوسطہ میں بدنام کیا۔ یوں کہنا چاہیے کہ تاریخ تکرار کرتی ہے اور ہزار برس کے بعد یورپ میں پھر وہی تماشا ہوتا ہے جو سرزمین ہند پر پہلے کھیلا جا چکا تھا۔!!

جب کوئی معبود نہ تھا تو سفارش کے لیے کسی درمیانی فرقہ کی کیا احتیاج تھی؟ مگر چند روز کے بعد تبت اور چین میں باقاعدہ پادریوں کی جماعت تیار ہو جاتی ہے۔ گوتم کی مورت سے توبہ [illegible] کرنے کی کوشش کرتے "بودھ" کو خدا بنا دیا جاتا ہے۔ خیرات، عصمت، نیکی اور عقل وغیرہ [illegible] بنائے جاتے ہیں اور انکے سامنے عقیدت مندوں کا سر نیاز خم ہوتا ہے۔ جنوبی [illegible] سیام وغیرہ کی حالت کسی قدر بہتر رہتی ہے مگر وہاں بھی پیپل کے درخت پر ہار پھول چڑھائے جاتے ہیں اور گوتم کے [illegible]

کُل اختیارات خداوندی سپرد کر دیے جاتے ہیں۔ غرض وہ تمام عیوب باستثناء قربانی کے جنکی اصلاح کا گوتم نے بیڑا اُٹھایا تھا اُسی کے مذہب کا جزو بنجاتے ہیں اور اب برہمنوں کو گوتم اور اُسکے معتقدوں سے ذات کی قید توڑنے اور پنڈتوں کو مالی نقصان پہونچانے کا عوض لینے کا موقع ملتا ہے۔ انجام یہ کہ سنہ ۴۱۱ء میں جب چینی سیاح فاہیان ہندوستان میں وارد ہوتا ہے تو یہاں اپنے مذہب کی ترقی ختم پاتا ہے اور دو سو برس کے بعد ہان تسیانگ زیارت کی نیت سے آتا ہے تو مذہب بودھ کو نہایت شکستہ حالت میں دیکھتا ہے۔ آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں برہمنوں کو اس مذہب پر پوری فتح حاصل ہو جاتی ہے اور جب مسلمانوں کے قدم یہاں جمتے ہیں تو اس ملت کا نام و نشان بھی اُسکے وطن میں باقی نہیں رہتا اگرچہ دور و دراز ممالک میں وہ ہنوز پھولتا پھلتا ہے۔

کہہ سکتے ہیں کہ یہ نتیجہ تھا اُس سخت خامی کا جو شریعتِ گوتم میں تھی یعنی "خدا کی امداد کے بغیر محض اپنے قوت بازو سے نجات سرمدی حاصل کرنے کی کوشش"! اہل معرفت کہتے ہیں کہ خدا کا نام رٹو اور مالک سے لَو لگاؤ تاکہ "وہ" اپنی محبت کی آگ سے خواہشوں کو جلا دے ورنہ نفس کو زیر کر کے رہبانیت کے راستہ سے خدا تک پہونچنا بہت دشوار بلکہ قریب قریب غیر ممکن کے ہے۔

گوتم کی تعلیم اس اصول کے بالکل خلاف تھی۔ وہ اپنے مریدوں کو یا تو خدا کا نام لینے کی ہدایت نہ کرتا تھا یا اُسکے ابتدائی چیلوں نے یہ ضروری حصہ اُسکی شریعت سے حذف کر دیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز میں یہ اخلاقی مذہب منکرینِ خدا کی ملت خیال کیا گیا اور "خالق" مہیا کرنے کے لیے مخلوق "بودھ" کو خدا بنانے پر مجبور ہوئی۔

اس فلسفیانہ مذہب کا اپنے خدا پرست اور فدائے روحانیت وطن سے بے نشان ہو جانا بھی اُسکے دامنِ کمال پر ایک بدنما داغ ہے۔ چین و برہما کے عقیدت مندوں نے "انکار وجود" کو دل میں جگہ دی تو وہاں نہ کوئی شائستہ مذہب پہلے سے موجود تھا، نہ بھگوت گیتا کی بانسری یہاں بجی تھی۔ سری کرشن اور پرہلاد کے دیس میں یہ شریعت زندہ رہتی تو البتہ جامع کمالات اور تاجِ ادیان و ملل کا خطاب پانے کی مستحق ہوتی۔

میتریا بودھ! آپ اس شریعت کی تکمیل فرمائیں!!

امیر احمد علوی

مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم

- فسانۂ عجائب
- نشاط سرور ۶ر

امیر مینائی مرحوم

- امیر اللغات
- صنم خانۂ عشق
- مراۃ الغیب
- خاتم النبیین ۸ر
- بہار سخن
- مکاتیب امیر مینائی

جلال مرحوم

- سرمایۂ زبان اردو
- کرشمۂ دلنواز
- تلخ نگارین
- مفید الشعراء ۸ر
- افادۂ تاریخ ۸ر
- قواعد المنتخب ۴ر

مرزا محمد عباس ہوش مرحوم

- فسانۂ نادر جہاں
- پیاری سہیلی ۱۲ر
- دختر سحر
- المیمون ۱۱ر

منشی فضل حسین ثابت

- حیات دبیر
- دربار حسین

پنڈت رتن ناتھ سرشار

- فسانۂ آزاد ۴ جلد
- سیر کہسار
- خدائی فوجدار
- جام سرشار
- الف لیلیٰ بطرز ناول
- کامنی
- بچھڑی دلہن ۶ر
- کڑم دھم ۶ر

منشی سجاد حسین مرحوم

- احمق الذین ۸ر
- حاجی بغلول ۸ر
- پیاری دنیا ۸ر
- کایا پلٹ ۸ر
- میٹھی چھری ۶ر
- طرحدار لونڈی

منشی جوالا پرشاد برق

- مرنالنی ۱۲ر
- مار آستین ۱۲ر
- بنگالی دلہن ۱۲ر
- معشوقۂ فرنگ ۱۲ر
- بیر تاپ ۱۲ر
- رادھا رانی ۱۰ر

پریم چند

- پریم بتیسی
- بازار حسن

مولانا عبد الحلیم شرر

- جنید بغدادی
- خواجہ معین الدین چشتی ۶ر
- تذکرہ مشاہیر عالم
- مخدرات
- قیس و لبنیٰ
- مقدس نازنین
- ایام عرب
- فتح اندلس
- ماہ ملک
- حسن کا ڈاکو
- دربار حرام پور ۱۰ر
- الفانسو ۱۲ر
- مفتوح فاتح
- فلپانا
- زوال بغداد
- لعبت چین
- عزیزۂ مصر
- جویائے حق
- بابک خرمی
- طاہرہ
- شوقین ملکہ
- یوسف و نجمہ
- گذشتۂ لکھنؤ
- شاعرانہ و عاشقانہ مضامین
- آغاز و ختم سال
- سیر جبال
- تاریخی و جغرافی مضامین
- مینا بازار (جدید ناول)

حکیم محمد علی خاں مرحوم

- رام پیاری کامل
- عبرت کامل
- حسن سرور کامل
- احسن حسینہ
- دیول دیوی
- جعفر و عباسہ

شوق قدوائی مرحوم

- ترانۂ شوق
- قاسم و زہرہ ۸ر
- عالم خیال ۸ر
- گنجینہ ۱۴ر
- مسکین اور لوسی ۳ر

خواجہ عبد الرؤف عشرت

- زباندانی ۶ر
- اصلاح زبان اردو ۶ر
- قواعد میر ۶ر
- اصول اردو ۶ر
- جان اردو ۶ر
- شاعری کی پہلی کتاب
- ” دوسری ۸ر
- ” تیسری ۸ر
- لغات اردو

منشی محمد احسن وحشی

- محبوب گذشتہ
- جام زہر

مولانا حکیم عبد الحی مرحوم

- یاد ایام
- تذکرہ گل رعنا

حکیم احمد حسین الہ آبادی

- تاریخ ابن خلدون جلد اول
- ” جلد دوم
- ” جلد سوم
- ” جلد چہارم
- ” جلد پنجم
- ” جلد ششم
- ” جلد ہفتم
- ” جلد ہشتم
- ” جلد نہم
- ” جلد دہم
- ” جلد یازدہم
- نور الدین محمود

مولوی محمد حلیم انصاری

- تاریخ عرب
- تمدن اسلام
- فتح اندلس
- ابو مسلم خراسانی
- ارسطو

مولوی حبیب الرحمن خاں شروانی

- سیرۃ الصدیق
- علمائے سلف
- تذکرۃ الشعراء (ترجمہ)

حافظ اسلم جیراجپوری

- سیرۃ الرسول
- خلافت راشدہ
- خلافت بنو امیہ
- خلافت بنو عباس
- عباسیہ بغداد
- علوم عرب

قاضی محمد سلیمان منصورپوری

- رحمۃ للعالمین
- سفرنامۂ حجاز

مولوی خلیل الرحمن

- ترجمہ نفح الطیب
- تاریخ الاندلس ۲ جلد
- تاریخ مولدین
- مختصر تاریخ اسلامی

مولوی محمد انشاء اللہ

- سیرۃ الرسول
- تاریخ آل عثمان
- حالات عراق و عرب و عجمان
- حالات قسطنطنیہ
- تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ

منشی سعید احمد مارہروی

- آثار اکبری
- حیات خسرو
- امرائے ہنود

مولوی عزیز مرزا مرحوم
- خیالات عزیز ۶ار
- ذکر اردوسی ۸ر
خواجہ عباد اللہ اختر
- صدیق اکبر ۸ر
- حضرت زید ۶ر
- مشاہیر اسلام ۶ار
- بغداد ۶ار
- دمشق ۳ر
- دیوان حافظ مع شرح ۸ر
مفتی انوار الحق ایم اے
- تاریخ ابوالبشر ۸ر
- تذکرۃ الحبیب عہ
- حقائق اسلام ۶ر
میر ولی اللہ بی اے
- بندگی ۶ار
- کاس الکرام ۳ر
- لسان الغیب جلد اول ۳ر
- ,, جلد دوم ۶ار
- ,, جلد سوم
- ,, جلد چہارم
سید انس مسعود بی اے
- انتخاب زرین
- نصاب اردو
- بابا کی تعلیمی نظم

مولانا حسرت موہانی
- شرح دیوان غالب عہ
- مکمل دیوان حسرت ۶ار
سید سجاد حیدر بی اے
- خیالستان ۸ر
- ثالث بالخیر ۸ر
- زہرا ۱۲ر
مسٹر ظفر عمر بی اے
- چوروں کا کلب ۹ر
- نیلی چھتری ۸ر
- بہرام کی گرفتاری ۸ر
- مستقبل اسلام ۶ر
پروفیسر فیروز الدین مراد
- تحفہ سائنس ۳ر
- بادل کے بچے عہ
- خونابۂ عشق عہ
حکیم احمد شجاع بی اے
- باپ کا گناہ ۶ار
- حسن کی قیمت ۶ر
- مینا ۱۲ر
منشی عبد المجید سالک بی اے
- راہ و رسم منزلہا ۹ر
- چمپا و دیگر افسانے ۸ر
- چترا (ٹیگور) ۸ر

منشی احمد علی بی اے
- تاریخ تمدن ۸ر
- شباب لکھنو ۸ر
مولوی عبد الماجد بی اے
- فلسفہ جذبات ۶ر
- مکالمات برکلے ۸ر
- پیام امن ۸ر
- تصوف اسلام عہ
- زود پشیمان ۸ر
منشی محمد لطیف بی اے
- اکبر ۸ر
- اورنگ زیب ۸ر
- رنجیت سنگھ ۸ر
- لارڈ کلایو ۸ر
پروفیسر نواب علی ایم اے
- معارج الدین ۸ر
- تذکرۃ المصطفے ۶ار
- صحف سماوی ۳ر
- شمع سخن ۱۰ر
پروفیسر الیاس برنی ایم اے
- اسرار حق ۳ر
- جذبات فطرت
- معارف ملت عہ
- مناظر قدرت عہ
- علم المعیشت ۸ر

مولوی سید سلیمان ندوی
- ارض القرآن للعہ
- حیات امام مالک عہ
- خلافت عثمانیہ اور اسلام عہ
- خلافت اور ہندوستان ۸ر
- خلافت اور دنیای اسلام ۶ر
مولوی عبد السلام ندوی
- اسوۂ صحابہ ۲ جلد
- سیر عمر بن عبد العزیز ۸ر
- انقلاب الامم ۶ر
مولوی عبد الباری ندوی
- مبادی علم انسانی ۸ر
- برکلے کا فلسفہ ۸ر
مولوی سعید انصاری
- سیر الصحابہ صہ
- سیر انصار ۸ر
- سیر الصحابیات ۶ر
مولوی عبد الرزاق ندوی
- اسوۂ حسنہ ۶ر
- میلاد نامہ جدید ۸ر
- ترکی اور یورپ ۶ر
مولوی محمد یونس فرنگی محلی
- روح الاجتماع ۶ر
- ابن رشد ۸ر

خواجہ حسن نظامی
- قرآن آسان قاعدہ عہ
- میلاد نامہ عہ
- محرم نامہ عہ
- فاطمی دعوت اسلام ۳ر
- ذکر غوث پاک ۱۲ر
- کرشن جیون ۸ر
- سیپارۂ دل ۶ر
- ماتم و موت ۸ر
- چٹکیاں اور گدگدیاں ۱۲ر
- اتالیق خطوط نویسی ۱۲ر
- خطوط حسن نظامی ۱۲ر
- بیوی کی تعلیم ۸ر
- بیوی کی تربیت عہ
- اولاد کی شادی عہ
- جگ بیتی کہانیاں ۸ر
- آپ بیتی ۸ر
- بچوں کی کہانیاں ۱۰ر
- سیر دہلی ۱۲ر
- سفرنامہ ممالک اسلامیہ ۶ر
- غدر دہلی کے افسانے عہ
- یزید نامہ ۸ر
- طمانچہ برخسار یزید عہ
- درود کی دعائیں ۸ر
- تسکین احساس ۸ر
- روزنامچہ ہند ۱۲ر
- قبروں کے غیبی نوشتے ۹ر
- اسلام کا انجام ۶ر
- تسخیر مہر و قہر ۱۰ر

مولوی عبد الراشد الخیری
- الزہرا ۱۲ر
- صبح زندگی ۸ر
- شام زندگی عہ
- شب زندگی ۶ر
- نوحۂ زندگی ۱۲ر
- دُرِّ شہوار ۱۰ر
- منازل السائرہ عہ
- سراب مغرب ۸ر
- بنت الوقت ۸ر
- قطرات اشک ۸ر
- جوہر قدامت ۸ر
- عروس کربلا ۸ر
- یاسمین شام ۸ر
- تیغ کمال ۸ر
- ماہ عجم ۸ر
- آفتاب دمشق ۸ر
- سمرنا کا چاند ۸ر
نیاز فتحپوری
- گیتانجلی ۶ر
- گہوارۂ تمدن ۶ر
- نگارستان ۶ر
- صحابیات ۶ر
- تاریخ الدولتین ۸ر
یاس عظیم آبادی
- چراغ سخن ۸ر
- نشتر یاس ۸ر

ملنے کا پتہ :- الناظر بک ایجنسی لکھنو